خلاصہ فقہ شافعی

حصہ دوم

تصنیف

صاحب تصانیف کثیرہ عبدالرحمن باوی ملیباری

ترجمہ

مفتی محمد رفیق السعدی الافضلی

باہتمام

امامِ شافعی فاؤنڈیشن ممبئی

فہرست مضامین

نماز جماعت کا بیان

نماز باجماعت قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ پنجوقتہ نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا مردوں پر فرض کفایہ ہے۔ عورتوں اور ہجڑوں پر سنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی قریہ یا جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں جماعت کے ساتھ نماز نہ ہوتی ہو تو شیطان ان پر غالب آتا ہے پس تم جماعت کی پابندی کرو۔ بیشک بھیڑیا بھٹکی ہوئی بکری کو کھا جاتا ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد شریف، نسائی شریف)

آزاد مرد مقیم غیر معذور پر محلہ میں جماعت کو اس طرح قائم کرنا واجب ہے کہ شعار اسلام ظاہر ہو جائے۔

بغیر عذر کے جماعت ترک نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سنی اور بلا عذر حاضر نہ ہو تو اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔ **(رواہ الدار قطنی)**۔

جماعت چھوڑنے کے اعذار

جماعت چھوڑنے کے اعذار مندرجہ ذیل ہیں:

۱) ایسی بارش، برف باری یا اولہ جس سے کپڑے بھیگ جائیں۔

۲) سخت گرمی، سخت سردی، سخت اندھیرا، سخت آندھی یا بہت کیچڑ ہو۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۳) تکلیف دہ بیماری۔

۴) ایسے بیمار کی تیمارداری کرنا جس کا کوئی دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو۔

۵) کسی شخص کے رشتہ دار، استاذ، دوست، بیوی جیسے قریبی شخص کا قرب المرگ ہونا یا کسی شخص کی وجہ سے مریض کا دل بہل جانا۔

۶) میت کا کفن دفن کرنا۔

۷) ظالم یا قرض خواہ کا ڈر یا ایسی سزا کا خوف کہ اگر وہ چند دن غائب رہے تو اس سزا سے چھٹکارا پائے۔

۸) اونگھ، بھوک یا پیاس کی شدت، پیشاب اور پاخانہ کا ڈٹ کر آنا جیسے نماز کو مکروہ بنا دینے والے اسباب کا پایا جانا جن سے خشوع میں خلل پیدا ہو۔

۹) اس کے بدن یا کپڑے میں تکلیف دہ بو کا ہونا جیسے کہ لہسن، پیاز کی بو یا گھناؤنی بیماری جیسے کہ سفید داغ، کوڑھ وغیرہ۔

۱۰) اندھے کو راہنما کا نہ ملنا۔ ۱۱) لائق کپڑا کا نہ ہونا۔

۱۲) جائز سفر میں ساتھ سفر کرنے والے ساتھیوں کے چلے جانے کا خوف ہونا۔

۱۳) چھینی ہوئی چیز کے لوٹانے یا گم شدہ چیز کے تلاش میں مصروف ہونا۔

۱۴) ایسے امام کا ہونا جس کی اقتداء مکروہ ہو جیسے کہ فاسق، بدمذہب۔

۱۵) امام کا سنت مقصودہ کو ترک کرنا یا غیر مقصودہ سنت سے نماز کو لمبا کرنا۔

۱۶) زلزلہ کا ہونا۔

۱۷)ایام زفاف(سہاگ راتوں) کا ہونا۔(باکرہ کے لئے سات رات اور ثیبہ کے لئے تین رات)

عورتوں کی جماعت

عورتوں کے لئے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا سنت ہے لیکن جماعت کو ترک کرنا مکروہ نہیں۔ مردوں کی جماعت کا مسجد میں ہونا افضل ہے۔جب کہ عورتوں کی جماعت گھروں میں بہتر ہے۔دوبارہ دیکھنے کی رغبت دلانے والی عورت کا جماعت کے لئے مسجد جانا مکروہ ہے۔ اسی طرح سنور کر اور خوشبو لگا کر عورتوں کا نکلنا بھی مکروہ ہے۔ یوں ہی عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دینا مکروہ ہے۔لیکن سرپرست اور شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا نکلنا حرام ہے۔ اور یوں ہی فتنہ کا اندیشہ ہو تو نکلنا حرام ہے اگرچہ شوہر کی اجازت سے نکلے۔ دور حاضر فتنہ کا دور ہے۔اس لئے اس دور میں عورت کو گھر سے نکلنا ہی حرام ہے۔اور عورت کو تنہا گھر سے نکلنے کی اجازت دینا بھی شوہر یا سرپرست پر حرام ہے ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ”جو حرکتیں عورتوں نے پیدا کئیں اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد جانے سے روک دیتے“۔

افضل جماعت

نماز جمعہ کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقل جماعت ایک مقتدی اور امام ہے ۔ اور جمعہ میں اہل جمعہ میں سے چالیس افراد کا ہونا ضروری ہے۔ایک گاؤں میں دو جماعت ہوتی ہوں اور ان میں سے ایک کم تعداد والی اور دوسری زیادہ تعداد والی ہو تو مندرجہ ذیل صورتوں کے علاوہ میں زیادہ تعداد والی جماعت افضل ہے ۔البتہ مندرجہ

ذیل صورتوں میں کم تعداد والی افضل ہے۔

۱) بڑی جماعت کے امام کی اقتداء میں نماز کا مکروہ ہونا جیسے کہ امام کا بدعتی اور فاسق ہونا، یا امام کا ان میں سے ہونا جو بعض ارکان یا شرائط کے وجوب کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔ جیسے حنفی۔

۲) چھوٹی جماعت کے امام کا امامت کا زیادہ حقدار ہونا۔ جیسے کہ علم میں زیادہ ہونا۔

۳) بڑی جماعت میں جانے سے ایک مسجد کی جماعت کا بند ہونا۔

۴) چھوٹی جماعت کا مسجد میں ہونا اور بڑی جماعت کا غیر مسجد میں ہونا۔

۵) چھوٹی جماعت میں امام کی قرات کا سنائی دینا اور بڑی جماعت میں سنائی نہ دینا۔

جماعت کے لئے بہترین جگہ مسجد ہے۔ جمعہ کی جماعت تمام نمازوں کی جماعت سے بہتر ہے پھر جمعہ کے فجر کی جماعت پھر تمام دن کے نماز فجر کی جماعت پھر عشاء کی پھر عصر کی پھر ظہر کی پھر مغرب کی جماعت۔

جماعت کا پانا

اس وقت تک جماعت میں شامل ہو سکتے ہیں جب تک امام پہلا سلام نہ پھیرے۔لیکن جماعت میں سے جتنی مقدار پائے گا اس قدر جماعت کی فضیلت پائے گا۔اور کسی عذر کے سبب امام سے مفارقت کی وجہ سے فضیلت جماعت فوت نہ ہوگی۔دوران جماعت ایک گروہ پہنچے اور امام کو آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھائے ہوئے پائے تو سنت ہے کہ وہ امام

کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد دوسری جماعت قائم کرے جب کہ وقت تنگ نہ ہو۔اور اگر وقت تنگ ہو تو جماعت میں شامل ہوجائے۔

امام کے سلام پھیرنے کے بعد کوئی آجائے اور دوسری جماعت ملنے کی امید ہو تو افضل ہے کہ دوسری جماعت کا انتظار کرے جب کہ اول وقت فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔اور ایک مرتبہ پڑھی ہوئی فرض نماز کو اس کے وقت ہی میں جماعت کے ساتھ دوسری مرتبہ فرض کی نیت سے پڑھنا سنت ہے۔اگرچہ پہلی والی نماز صحیح ہوئی ہو۔

تکبیر تحریمہ کی فضیلت کو پانا

امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ پانے کی ایک مستقل فضیلت ہے۔چالیس دن تک اس پر پابندی کرنے والے کو جہنم سے آزادی اور نفاق سے چھٹکارا لکھ دیا جاتا ہے۔یہ فضیلت مقتدی کے امام کی تکبیر تحریمہ کے وقت صف میں حاضر رہنے اور امام کی تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد تکبیر تحریمہ پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور نماز کی بنیاد تکبیر اولیٰ ہے،تو تم اس کی مداومت کرو۔(رواہ البزار)۔

جماعت کے شرائط

شرائط جماعت سات ہیں:

الف) مقتدی کا اقتداء کی نیت کرنا:

امام کے لئے نماز جمعہ اور دہرائی جانے والی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں

امامت کی نیت ضروری نہیں لیکن امامت کی نیت کرنا مستحب ہے تاکہ اسے بھی جماعت کی فضیلت ملے۔

اگر اقتداء کی نیت کے بغیر ایک نمازی نے دوسرے نمازی کی اقتداء کی تو نماز باطل ہوئی۔اور اگر دوران نماز اقتداء کی نیت میں شک کرے کہ میں نے نیت کی یا نہیں؟ تو بھی نماز باطل ہوئی جب کہ زیادہ دیر تک اسی شک میں ہو(ہاں اگر جلدی ہی یاد آگیا تو کوئی حرج نہیں)۔مقتدی نیت اس طرح کرے کہ جماعتاً نماز پڑھتا ہوں یا مقتدی بن کر نماز پڑھتا ہوں یا امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں یا امام کی اقتداء کرتا ہوں۔اور امام نیت یوں کرے کہ امام بن کر نماز پڑھتا ہوں یا جماعتاً نماز پڑھتا ہوں۔

ب) مقتدی کا امام سے آگے کھڑا نہ ہونا۔

کھڑے ہوکر اور چت لیٹ کر نماز پڑھنے والے مقتدی کی ایڑی کا امام کی ایڑی سے آگے نہ ہونا،اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی دونوں سرین کا امام سے آگے نہ ہونا اور پہلو کے بل نماز پڑھنے والے کے پہلو کا امام سے آگے نہ ہونا۔

ت) مقتدی کا امام کے حرکات وسکنات کو جاننا:

اسطرح کہ اسے امام نظر آئے یا صفوں کے بعض افراد نظر آئیں یا امام کی آواز سنائی دے یا کسی معتمد مبلغ (مکبر) کی آواز سنائی دے۔

ج) امام اور مقتدی کا ایک جگہ جمع ہونا:

مسجد میں امام ومقتدی کے جمع ہونے کی شرط یہ ہے کہ عادتاً امام تک آمد ورفت ممکن

ہو۔(بُعد مسافت کی کوئی قید نہیں ہے یعنی تین سو گز سے زائد ہونے پر بھی اتباع درست ہے)اور مسجد کے علاوہ دوسری جگہ میں جماعت صحیح ہونے کے لئے تین شرائط ہیں:

۱) آمدورفت ممکن ہو۔

۲) قربِ مسافت کا ہونا

اس طرح کہ دونوں کے درمیان فاصلہ تقریباً تین سو گز سے زیادہ نہ ہو (یہ اس وقت ہے جب امام ومقتدی میں سے کوئی ایک مسجد میں ہو اور دوسرا خارج مسجد یا دونوں خارج مسجد میں ہوں)۔

۳) عدمِ حائل (رکاوٹ کا نہ ہونا):

دونوں کے درمیان کسی ایسی رکاوٹ کا نہ ہونا جس سے مقتدی کو امام دکھائی نہ دے[۱] یا کسی مقتدی کا دروازہ میں کھڑے ہونا تاکہ دیوار کے پیچھے نماز پڑھنے والے کو کم از کم ایک مقتدی دکھائی دے۔

۱) کوئی ایسی شئ حائل ہوئی جو دکھائی دینے کو روکتی ہو۔جیسے بند دروازہ تو اقتداء صحیح نہیں ہے۔دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ بنفسہ امام یا بعض مقتدی دکھائی پڑے۔

د) ان سنتوں میں موافقت کرنا جن کی مخالفت بری معلوم ہوتی ہے اور اگر مقتدی نے جان بوجھ کر قصداً مذکورہ سنتوں میں امام کی مخالفت کی تو اسکی نماز فاسد ہو جائیگی۔ چنانچہ امام تلاوت کا سجدہ کرے تو مقتدی بھی کرے اور امام تلاوت کے سجدہ کو ترک کرے تو مقتدی بھی ترک کرے۔یعنی سجدہ تلاوت میں فعل اور ترک فعل دونوں میں

موافقت کرنا واجب ہے۔سجدہ سہو کے فعل میں امام کی موافقت ضروری ہے۔اور ترک سجدۂ سہو میں امام کی موافقت ضروری نہیں (اگر امام سجدہ سہو چھوڑ دے تو مقتدی کے لئے سنت ہے کہ امام کے سلام کے بعد اور اپنے سلام سے پہلے سجدہ سہو کرے)۔امام تشہد اول پڑھے تو مقتدی پر تشہد اول پڑھنا واجب نہیں۔لیکن امام تشہد اول کو ترک کرے تو مقتدی پر بھی ترک کرنا واجب ہے۔

ان سنتوں میں موافقت واجب نہیں جن میں مخالفت بری معلوم نہ ہو جیسے قنوت (۱)، جلسہ استراحت (۲) اور دوسرا سلام۔تشہد اول کی تکمیل کے لئے مقتدی کا امام سے پیچھے رہ جانا مسنون ہے جبکہ اسے امام کے رکوع سے پہلے مکمل سورہ فاتحہ پا لینے کا یقین ہو۔

۱) قنوت میں امام کی موافقت نہ فعل میں واجب ہے نہ ترک میں۔اگر امام قنوت پڑھے تو مقتدی کے لئے جائز ہے کہ ترک کرے اور اگر امام ترک کرے تو مقتدی کے لئے جائز ہے کہ قنوت پڑھے۔ایسی سنتوں میں امام سے مخالفت میں کوئی حرج نہیں، ۲) دوسری یا چوتھی رکعت کے لئے اٹھتے وقت تھوڑی دیر بیٹھنے کو جلسہ استراحہ کہتے ہیں۔

ذ) امام ومقتدی کی نماز کی ترتیب میں موافقت ہونا:

نماز جنازہ یا نماز کسوف (سورج گہن) پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز کی اقتداء درست نہیں ہے یوں ہی نماز فرض پڑھنے والے کے پیچھے نماز جنازہ یا نماز کسوف پڑھنا درست نہیں۔اور عصر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے ظہر پڑھنے والے کی اقتداء، قضا نماز پڑھنے والے کے پیچھے ادا پڑھنے والے کی اقتداء، نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والے کی اقتداء صحیح ہے۔یوں ہی ان میں سے ہر ایک کا برعکس بھی جائز ہے۔لیکن یہ خلاف اولی

ہے اور اس میں انفراد[۱] افضل ہے۔

ہ)۔افعال نماز میں امام کی متابعت

۱) اگر امام ومقتدی قضاء پڑھی جانے والی نماز کی نوعیت میں متفق ہو تو جماعت مسنون ہے۔

چار چیزوں سے امام کی متابعت ثابت ہوتی ہے۔

۱) یقینی طور پر مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی پوری تکبیر تحریمہ کے بعد ہونا۔ اگر تکبیر تحریمہ امام سے پہلے یا امام کے ساتھ واقع ہوئی یا اس میں شک واقع ہوا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔

۲) مسلسل دو رکن فعلی میں امام سے آگے نہ بڑھنا۔

اگر قصداً مسلسل دو رکنوں میں امام سے پہل کرلیا تو نماز فاسد ہوجائیگی (ورنہ نہیں[۱]) اس کی صورت یہ ہے کہ مقتدی نے رکوع کیا، اعتدال کیا پھر سجدہ کے لئے جھکا حالانکہ ابھی بھی امام کھڑا ہے۔(تو مقتدی کی نماز باطل ہوئی)

۳) بلا عذر مسلسل دو رکن فعلی میں امام سے پیچھے نہ رہنا۔

اگر جان بوجھ کر قصداً پیچھے رہا تو نماز باطل ہوجائیگی۔ مثلاً امام نے دوسرے سجدہ سے سر اٹھایا پھر بھی مقتدی پہلے سجدہ میں ہی ہے۔(تو مقتدی کی نماز باطل ہوئی)

۴) عذر کی صورت میں امام سے تین طویل رکن سے زائد میں پیچھے نہ ہو۔ اگر عذر کی بنا پر تین طویل رکن میں پیچھے رہ گیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر ان سے زیادہ میں پیچھے رہ گیا ہو تو نماز باطل ہوجائے گی۔ مقتدی کا فاتحہ میں بھول یا شک یا امام کی خاموشی کے انتظار

یا سست قراءت یا سنتوں میں مصروف رہنے کی وجہ سے تخلف[۲] کو عذر میں شمار کیا جائے گا۔

کسی رکن فعلی میں امام سے آگے بڑھنا حرام ہے۔ اگر قصداً اس سے سبقت کرگیا مثلا مقتدی نے رکوع کیا پھر سر اٹھایا حالانکہ امام قیام میں ہے تو اسے لوٹنا سنت ہے اور اگر سہواً کیا تو لوٹنے اور نہ لوٹنے میں اختیار ہے۔

اگر امام رکعت زائدہ کے لئے کھڑا ہوا تو اس کی اتباع جائز نہیں اگرچہ مسبوق ہو، بلکہ تشہد میں اس کا انتظار کرے یا مفارقت کی نیت[۳] کرلے اور مفارقت کی نیت ہی بہتر ہے۔ اگر امام بھول کر چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں تشہد کے لئے بیٹھ گیا تو مقتدی کھڑے کھڑے انتظار کرے یا مفارقت کی نیت کرلے۔ اور اگر امام کے ساتھ تشہد میں بیٹھ گیا تو مقتدی کی نماز باطل ہوگئی۔

۱) اگر امام سے ایک ہی رکن یا اس سے کم میں آگے بڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ عمداً ہو کہ سہواً۔

۲) مقتدیوں کا امام سے ادائے رکن میں پیچھے رہ جانا سنت ہے۔ ۳) اقتداء امام سے جدا ہونے کی نیت کرکے منفرد کی طرح نماز پڑھنا۔

موافق کے احکام

موافق: اس مقتدی کو کہتے ہیں جو امام کے قیام سے اتنا وقت پائے جس میں ایک معتدل قاری کے لئے سورہ فاتحہ پڑھنے کی گنجائش ہو۔ اگر موافق کو یہ گمان ہو کہ امام کے رکوع جانے سے قبل افتتاح اور تعوذ کے ساتھ فاتحہ بھی پڑھ سکے گا تو دعاء افتتاح اور تعوذ پڑھ کر فاتحہ پڑھے اور اگر امام کے رکوع سے پہلے پوری فاتحہ پڑھنے کی گنجائش نہ

ہوتوسنتوں کوچھوڑ کرقراءت فاتحہ میں مشغول ہو۔اگرموافق سنت میں مشغول ہوگیااور اس کی فاتحہ پوری ہونے سے پہلے ہی امام رکوع میں چلا گیا تو فاتحہ مکمل کر کے رکوع کرنااس پرواجب ہے۔ہاں اگر فاتحہ ادھوری چھوڑ کررکوع کرے تونماز باطل ہوجائے گی۔موافق اپنی فاتحہ کومکمل کرنے کے لئے تین طویل ارکان تک امام سے پیچھے رہ سکتاہے۔اوروہ طویل ارکان سوائے اعتدال اورجلوس بین السجدتین (دوسجدوں کے درمیان والا جلسہ) کے ہیں (یعنی ان دونوں کا شمارطویل ارکان میں نہ ہوگا چونکہ ان دونوں کوارکان قصیر میں شمارکیاجائے گا)۔

تخلف کے اعذار میں سے یہ چیزیں بھی ہیں:

۱) مقتدی کاقراءت میں سست رفتار ہونا۔

۲) رکوع میں جانے سے پہلے یاد آئے کہ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی۔

۳) اپنے رکوع سے پہلے فاتحہ کے پڑھنے یانہ پڑھنے کے متعلق شک ہو۔

۴)مقتدی قراءت فاتحہ کے لئے امام[۱] کی فاتحہ اورسورت کے درمیان کے وقفہ کے انتظار میں ہواور امام اپنی قراءت فاتحہ کے فوراًبعدرکوع کرلے۔

مندرجہ بالاتمام صورتوں میں موافق پر فاتحہ مکمل کرنے کے لئے امام سے پیچھے رہ جانا واجب ہے۔اگرمقتدی نے امام کے چوتھارکن (وہ قیام یا جلوس تشہد) شروع کرنے سے پہلے قراءت مکمل کرلی تو وہ اپنی ہی نماز کی ترتیب میں آگے بڑھے (یعنی

رکوع اورسجدہ کرکے امام سے ملنے کی کوشش کرلے) اوراگرامام چوتھے رکن میں پہنچا تومقتدی مفارقت کی نیت کرے اوراپنی ترتیب پرنماز پڑھے۔یاامام کی اتباع کرتے ہوئے تشہد یا قیام میں شامل ہوجائے اورسلامِ امام کے بعدایک رکعت ملائے۔اور اگراس صورت میں امام کی اقتداءکرے اورامام کے رکوع سے پہلے فاتحہ مکمل نہ کرسکا تو فاتحہ کی تکمیل کے لئے دوبارہ تخلف (امام سے پیچھے رہ جانا) کرے۔

مسبوق کے احکام

مسبوق: وہ شخص ہے جس کوامام کے قیام میں سے اتنا وقت نہ ملے جس میں فاتحہ پڑھ سکے۔

اوریہ چند طریقے سے ثابت ہوتاہے:

۱)۔مقتدی کی تکبیرتحریمہ سے پہلے ہی امام کی فاتحہ ہوجائے۔

۲)۔امام دوسری رکعت کے رکوع میں یا رکوع سے قریب ہو اورمقتدی کا حرکات وسکنات میں سستی، یاسجدہ کرنے کی رکاوٹ بننے والا ہجوم یا نماز اوراقتداء[۱] کو بھول جانے یافاتحہ مکمل کرنے کے لئے سابقہ رکعت میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے اٹھنا دشوار ہو۔

۳) امام اپنی قراءت کوعادت کے خلاف جلدی پڑھ لے۔

مذکورہ بالاصورتوں میں مقتدی کورکعت حاصل ہوجائے گی اورجوفاتحہ یااس کا بعض حصہ فوت ہوگیاامام اس کامتحمل ہوگابشرط یہ کہ مقتدی امام کے ساتھ اپنے شمارکردہ رکوع

میں جا ملے۔ اگر امام محدث ہو یا بھول کر رکعت زائدہ میں ہو تو اس کا رکوع شمار نہ ہوگا۔

مسبوق تکبیر تحریمہ کے فوراً بعد قراءت فاتحہ میں وجوباً مشغول ہوگا (٢)۔ اگر سنتوں میں مصروف ہوگیا تو امام کے رکوع کے بعد اس (جتنی مقدار سنتوں کو پڑھنے میں خرچ کی) کی مقدار وجوباً سورہ فاتحہ میں سے پڑھے گا ورنہ نماز باطل ہوجائے گی پھر اگر سبحان اللہ کی مقدار رکوعِ امام کو پایا تو رکعت حاصل ہوگی اور اگر رکوعِ امام نہ پایا جب کہ امام کے سجدہ جانے سے قبل مقتدی نے اپنی قراءت مکمل کرلی تو امام کی اتباع کرتے ہوئے اس کے ساتھ سجدے (٣) میں چلا جائے گا اور سلامِ امام کے بعد ایک رکعت پڑھے گا اور اگر امام کے سجدہ جانے سے پہلے قراءت مکمل نہیں کی تو نیت مفارقت کرکے اپنی نماز مکمل کرلے۔

١) جب اقتداء کی یاد آئی تو امام کی اتباع میں چلا اور سجدہ سے نہیں اٹھا جب کہ امام رکوع میں یا رکوع سے قریب ہے۔

٢) دعاء افتتاح اور تعوذ جیسی سنتوں میں مصروف نہ ہوجائے۔ ٣) مقتدی رکوع نہیں کرے گا اس لئے کہ اگر جان بوجھ کر رکوع کیا تو اس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اگر بھول کر یا نادانی میں کیا تو سلام امام کے بعد ایک رکعت لوٹائے گا۔

شرائط امام

کسی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے لئے پانچ شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے

١)۔مقتدی کے اعتقاد میں اس کی نماز درست ہو۔

٢)۔وہ شخص (جسے امام بنانے کا ارادہ ہو) کسی اور کی اقتداء میں نہ ہو۔

٣)۔اس کی نماز واجب الاعادہ (١) نہ ہو۔

٤)۔امی (٢) نہ ہو۔(یعنی قرآت (فاتحہ، تکبیر تحریمہ، سلام اور تشہد) جاننے والا ہو)

٥)۔مقتدی سے رتبہ جنسیت (٣) میں کم نہ ہو۔

مقتدی کے علم میں جس کی نماز باطل ہے اس کی اقتداء درست نہیں جیسا کہ محدث۔ یوں ہی مقتدی کے اعتقاد میں جس کی نماز باطل ہے اس کی اقتداء میں نماز درست نہیں جیسا کہ وہ حنفی جس نے اپنی شرم گاہ کو چھویا ہو۔ کسی مقتدی (٤) کی اقتداء میں نماز درست نہیں۔ اور ایسے تیمم سے نماز پڑھنے والے کی اقتداء درست نہیں ہے، جس پر اعادہ واجب ہو۔ اسی طرح قاری (٥) کی امی کے پیچھے اور مرد کی عورت اور مخنث کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے۔

نماز کے دوران اگر معلوم ہوا کہ اس کا امام امامت کا اہل نہیں ہے تو از سرنو نماز پڑھے یا نماز کے بعد پتہ چلا تو اعادہ کرے۔ ہاں اگر نماز کے بعد معلوم ہوا کہ اس کا امام محدث یا خفیف نجاست والا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر درمیان صلوۃ پتہ چلے تو نیت مفارقت کرلے (یعنی امام سے جدا ہو کر باقی نماز تنہا پڑھے)۔

وضو کیا ہوا شخص ایسے تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے جس پر نماز کا اعادہ واجب نہ ہو۔ یوں ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ یوں ہی صحیح شخص کا سلسل بول والے کی اقتداء میں، ستر گاہ چھپانے والے شخص کا ننگے نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں، پانی سے استنجاء کئے ہوئے شخص کا پتھر سے استنجاء کئے ہوئے شخص کی اقتداء میں، پیر دھلنے والا مسح خفین کرنے والے کے پیچھے اور بالغ شخص بچہ

کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

۱) یعنی جسکی نماز فاسد ہونے کی وجہ سے لوٹانا ضروری ہے۔ ۲) جسکو سورہ فاتحہ تشہد اور درود صحیح طور پر تجوید کے ساتھ نہ آتا ہو اسے امی کہتے ہیں۔ ۳) رتبہ جنسیت میں ہجڑہ مرد سے اور عورت ان دونوں سے کم ہے۔
۴) امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق کی اقتداء کر سکتے ہیں۔ ۵) قاری وہ ہے جو سورہ فاتحہ، تشہد، درود، سلام اور تکبیر تحریمہ کو تجوید کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

وہ ائمہ جن کی اقتداء مکروہ ھے

عادل وفاسق کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے لیکن اماموں کے حالات بدلنے سے جماعت کے ثواب کا درجہ بدل جائے گا۔ جن کی اقتداء مکروہ ہے ان کی اقتداء کرنے سے جماعت کا ثواب حاصل نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری خوشی (اس میں ہے) کہ تمہاری نماز قبول کی جائے تو چاہئے کہ تم میں سے بہترین لوگ امامت کریں چونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان قاصدین ہوتے ہیں (حاکم)۔

فاسق اور بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے یوں ہی وسوسہ میں مبتلا شخص کی اقتداء اور غیر ختنہ شدہ شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، یوں ہی قرات میں غلطی (۱) کرنے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ اس غلطی کی وجہ سے نماز باطل نہ ہوتی ہو۔ اور تا تاء، فافاء، واواء جیسے حرفوں کو تکرار کرنے والے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جس کی نماز باطل ہونا ممکن ہو۔ امام کے

سلام پھیرنے کے بعد دو مسبوق کی آپس میں اقتداء مکروہ ہے، اور بالغ کو بچہ کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور ان صورتوں میں تنہا نماز پڑھنا جماعت سے پڑھنے سے افضل ہے۔

بلاضرورت نیک اور عادل شخص کو فاسق اور بدعتی کی اقتداء کرنا حرام ہے۔ والی اور ناظم مسجد کے لئے حرام ہے کہ وہ ایسے امام کو امامت کے لئے مقرر کرے جس کی اقتداء مکروہ ہے۔

۱) اعراب میں غلطی کرنے والا نہ کہ معنی میں۔ جس غلطی سے معنی میں تبدیل رونما ہو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے اَنْعَمْتَ کی تَ کو ضمہ یا کسرہ کر دینا اور اِیَّاکَ کی یاء کو بغیر تشدید کے پڑھنا۔

سب سے زیادہ مستحق امامت شخص

امامت کرنے کے لئے زیادہ مستحق امام اعظم ہے پھر اس کے بعد شہر کا والی پھر مسجد کا امام (یا گھر میں نماز پڑھی جاتی ہو تو گھر میں رہنے والا)، پھر زیادہ فقہ جاننے والا، پھر قرات جاننے والا، پھر زیادہ احتیاط برتنے والا، پھر ہجرت کرنے میں سبقت حاصل کرنے والا، پھر اسلام میں زیادہ عرصہ گزارا ہوا شخص، پھر اچھے نسب والا، پھر ایسا شخص جس کے بارے میں لوگ اچھا گمان رکھتے ہو پھر کپڑے اور بدن کو زیادہ صاف ستھرہ رکھنے والا پھر اچھا کاروباری پھر خوش آواز پھر خوب صورت۔

اگر ایک جگہ میں مندرجہ بالا صفات میں سے کسی صفت سے متصف دو شخص ہوں تو قرعہ اندازی کی جائے گی اور عادل فاسق سے بہتر ہے اگر چہ وہ فضیلت میں بالجملہ برتر ہو۔

جماعت کے آداب

مندرجہ ذیل آداب جماعت کے لئے سنت ہیں:

۱) وقار واطمنان کے ساتھ چلے، دوڑتے ہوئے نہ جائے اگر چہ جماعت فوت ہونے کا خدشہ ہو لیکن جمعہ چھوٹ جانے کا خوف ہو تو حتی الامکان تیز چلنا واجب ہے تا کہ جمعہ مل جائے۔

۲) اقامت کے ختم ہونے کے بعد ہی کھڑے ہو جائے (۱)۔

۳) جماعت میں شرکت کے لئے نفل نماز توڑ دے۔

۴) موجودہ وقت کی نماز فرض پڑھتے وقت جماعت ملنے کا امکان ہونے کی صورت میں نماز فرض کو نفل میں بدل کر دو رکعت پڑھے اور سلام پھیرے ہاں اگر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور جماعت فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو چار رکعت پوری کرے اور جماعت میں شامل ہو جائے ہاں اگر جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو ادھورا چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے کہ یہ سنت ہے۔

۵) صفوں کو درست کرے۔

۶) کھڑے ہونے کی جگہ کا لحاظ رکھنا۔

یعنی ایک مرد امام کے دائیں طرف تھوڑا پیچھے کھڑا ہو پھر کوئی دوسرا آئے تو اس کے بائیں جانب کھڑا ہو۔ پھر امام آگے بڑھ جائے یا دونوں مقتدی پیچھے ہٹ جائیں تا کہ صفوں کی درستگی ممکن ہو سکے۔ لیکن مقتدیوں کا پیچھے ہٹنا افضل ہے۔ اگر مقدیوں کا پیچھے

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

ہٹنا ممکن نہ ہو تو امام آگے بڑھ جائے۔

مقتدی دو یا دو سے زیادہ مرد ہوں تو امام کے پیچھے صف بندی کرے اور اگر صرف عورتیں ہوں تو امام کے کچھ زیادہ پیچھے صف بندی کرے۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت آئے تو مرد امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت اس مقتدی کے پیچھے۔

دو مرد اور ایک عورت کا ایک امام کی اقتدا کرنے کی صورت میں دونوں مرد امام کے پیچھے اور عورت مردوں کے پیچھے کھڑی ہو۔ مرد، عورتیں، خنثیٰ اور بچے کا ایک ساتھ کسی امام کی اقتداء کرنے کی صورت میں مرد امام کے پیچھے پھر بچے، پھر خنثیٰ پھر عورتیں کھڑی ہوں۔

۷) اگر صف میں کھڑے رہنے کی گنجائش نہ ہو تو صف کے پیچھے تنہا کھڑا رہنے والا اپنی تکبیر تحریمہ کے بعد سامنے والی صف سے کسی ایک کو اپنے ساتھ کھڑا رہنے کے لئے آہستہ پیچھے کی طرف کھینچے۔

۸) امام و مقتدی اور ہر صف کے درمیان تین ہاتھ سے زائد فاصلہ نہ ہو۔

۹) امام کسی فعل کی طرف مکمل پہنچنے سے پہلے مقتدی اس فعل کو شروع نہ کرے۔ اور اتنی تاخیر بھی نہ کرے کہ امام اس فعل سے فارغ ہو جائے۔

۱۰) قراءت فاتحہ اور تشہد کو امام سے پہلے ختم نہ کرے۔

۱۱) اگر یہ گمان ہو کہ امام کے رکوع سے پہلے فاتحہ پڑھ لے گا تو امام کے فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد مقتدی فاتحہ شروع کرے۔

۱۲) امام کے رکوع کرنے سے پہلے مقتدی کے فاتحہ مکمل کر لینے کا گمان ہو تو تشہد

اول کی تکمیل کے لئے امام سے پیچھے رہ جانا۔

۱۳) امام کو لقمہ دینا۔

امام قراءت کرتے کرتے جب رک جائے تو یاد دلائے اور کوئی فعل بھول جائے تو تسبیح (سبحان اللہ) پڑھ کر لقمہ دے۔

۱) جب کہ تکبیر تحریمہ کی فضیلت پانے کے لئے جلدی اٹھنے پر قدرت رکھتا ہو، ورنہ اقامت کے ختم ہونے سے پہلے کھڑا ہو جائے۔

امام کے لئے سنتیں

یہ امور امام کے لئے مسنون ہیں:

۱) صفوں کی درستگی کا حکم دے۔

۲) اگر امام کو رکوع میں یا آخری تشہد میں پتہ چلا کہ کوئی شخص جماعت میں شرکت کی غرض سے نماز کے مقام پر داخل ہوا ہے تو اللہ تعالی کے واسطے انتظار کرے مگر انتظار میں مبالغہ نہ کرے اور داخل ہونے والے اشخاص[۱] میں امتیاز نہ کرے۔

۳) دوسرے سجدے میں فاتحہ مکمل کرنے کی بنا پر پیچھے رہ جانے والے موافق کا انتظار کرے۔

۴) خلاف سنت فعل پر مقتدی کی رہنمائی کرے جیسے مقتدی کو بائیں جانب سے دائیں جانب کھڑا کرنا۔

۵) امام جب ناپاک ہو کر اپنی نماز سے نکلے تو اس کی تکمیل کے لئے نائب[۲] بنائے۔

۶) ادنی کمال[۳] سے نماز میں تخفیف کرے۔

مگر جب کہ کسی مسجد کے ایسے محدود مصلیان کی طرف سے لفظاً طوالت کی اجازت ملی ہو جن کے سوا اس مسجد میں کوئی حاضر نہیں ہوتا تو امام نماز کو لمبا کر سکتا ہے، اور اگر مصلیان غیر محدود ہوں تو نماز کو لمبا کرنا جائز نہیں۔ محترم جانور کی حفاظت کے لئے نماز میں تخفیف واجب ہے اور مال محترم کو ڈوبنے، جلنے اور ظالم کے ہاتھ سے نجات دلانے کے لئے نماز میں تخفیف جائز ہے۔ نجات اگر نماز منقطع کرنے یا مؤخر کرنے پر موقوف ہے تو حیوان معظم میں وجوباً اور مال میں مندوباً منقطع کرے یا مؤخر کرے۔

۷) عورتوں کی امام عورتوں کی صف کے درمیان تھوڑا آگے بڑھ کر کھڑی ہو۔

۱) جبکہ داخل ہونے والا سست رفتار نہ ہو ورنہ زجر و توبیخ کے لئے انتظار نہ کرنا سنت ہے۔ ۲) اگر مقتدی خلیفہ ہو تو مطلقاً نیابت جائز ہے، اور اگر اس کے علاوہ ہو تو پہلی رکعت میں اور چار رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں نیابت جائز ہے۔ ۳) تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کی مقدار۔

مسبوق کے لئے سنتیں

۱) امام کے ساتھ تکبیرات انتقال (یعنی اللہ اکبر) کہنا۔

اگر مسبوق امام کو رکوع میں پالے تو رکوع میں جاتے وقت مقتدی تکبیر کہے اس لئے کہ وہ رکوع معتبر ہے، یا امام اعتدال میں ہو تو مقتدی امام کے ساتھ سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہے۔ اگر امام کو بحالت سجدہ پایا تو سجدہ کرتے وقت تکبیر انتقال نہیں کہے گا کیوں کہ وہ سجدہ اس کے حق میں غیر معتبر ہے۔ اور اگر غیر معتبر سجدہ امام کے ساتھ کرے تو تکبیر کہنا سنت ہے جیسا کہ امام کو حالت دو سجدوں کے درمیان کے جلسہ میں پایا اور

مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد جلسہ میں شامل ہوا تو اب امام دوسرا سجدہ کرے گا تو مقتدی بھی تکبیر کہتے ہوئے امام کے ساتھ سجدہ کرے گا۔

۲) اذکار نماز میں سے جتنا امام کے ساتھ پائے موافقت کرے۔حتی کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے میں بھی امام کی موافقت کرے اگرچہ وہ مسبوق کے تشہد اول میں ہو۔

۳) تشہد اول سے کھڑے ہونے والے امام کی اتباع میں مسبوق بھی رفع یدین کرے۔قعدۂ تورک (سرین کے بل بیٹھنے) میں امام کی اتباع نہ کرے یعنی مسبوق صرف خود اپنی قعدہ آخیرہ میں سرین کے بل بیٹھے۔

۴) امام کے دونوں سلام پھیرنے کے بعد ہی کھڑا ہو۔

اگر مقتدی کے حق میں محل جلوس نہ ہو تو امام کے دونوں سلام پھیرنے کے بعد فوراً اٹھنا ضروری ہے یعنی بیٹھے رہنا حرام ہے۔اگر جان بوجھ کر جلسہ استراحت کی مقدار سے زائد بیٹھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

۵) امام کے دونوں سلام کے بعد مسبوق کھڑا ہوتے وقت تکبیر کہے گا جب امام کے جلسہ کا محل خود مقتدی کے حق میں بھی جلسہ کا محل ہے ورنہ تکبیر نہیں کہے گا۔

مکروہات جماعت

مقتدی کی جانب سے جب جماعت میں کوئی کراہت واقع ہوجائے تو جماعت کی فضیلت فوت ہوجائے گی اگرچہ جماعت صحیح ہو۔اس طرح کی جماعت سے جماعت کی

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

فرضیت کے قائل کے نزدیک گناہ ساقط ہوجائے گا او جماعت کی سنیت کے قائل کے نزدیک کراہت سے بچ جائے گا۔

جماعت کے مکروہات یہ ہیں:

۱) اثناء نماز میں منفرد کی اقتداء کرنا۔

۲) ایک مقتدی کا امام کے بائیں یا پیچھے کھڑا ہونا۔

۳) مقتدی کا امام کے برابر کھڑا ہونا۔

۴) بلا عذر صف سے علیحدہ ہوجانا۔

۵) امام ومقتدی یا دو صفوں کے درمیان تین ہاتھ سے زائد فاصلہ ہونا۔

۶) پہلی صف پوری ہونے سے پہلے دوسری صف باندھنا۔

۷) بلا ضرورت امام ومقتدی کا اوپر نیچے ہونا۔

۸) امام کا نماز کو محصورین[۱] کی رضا کے بغیر ادنی کمال سے زیادہ لمبا کرنا۔

۹) تحریمہ اور آمین کے علاوہ دوسرے فعل وقول کو امام کے ساتھ (مقارنت) کرنا[۲]۔

جب تکبیر تحریمہ میں مقارنت یا سبقت کرے تو نماز صحیح نہیں ہوگی لیکن آمین کہنے میں مقارنت سنت ہے۔

۱۰) امام سے ایک رکن فعلی میں پیچھے رہ جانا۔

اس طرح کہ امام رکوع سے اپنا سر اعتدال کے لئے اٹھائے اور مقتدی ہنوز قیام ہی

میں ہے۔

۱۱) امام سے پہلے رکن فعلی میں چلے جانا اگر قصداً گیا تو امام کی متابعت کے لئے لوٹ جانا سنت ہے ورنہ لوٹنے اور نہ لوٹنے میں اختیار ہے۔

۱۲) سورت[۳] مکمل کرنے کے لئے مقتدی کا پیچھے رہ جانا۔

۱۳) بلا عذر امام سے مفارقت کر لینا۔

البتہ حدث جیسی ترک جماعت کی رخصت کو پانا، سورۃ وغیرہ سنت مقصودہ کو امام کا چھوڑ دینا، کسی اہم کام کا باقی رہتے یا مقتدی کم زور ہوتے وقت امام کا لمبی قرات کرنا، امام کی نماز کی سرعت زیادہ ہونا جیسے عذر کے سبب مفارقت کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ اور کبھی نیتِ مفارقت فوراً واجب ہو جاتی ہے جیسے امام کسی مفسد کا مرتکب ہونا۔

۱۴) دائمی امام کی اجازت کے بغیر غیر[۴] مطروق مسجد میں جماعت قائم کرنا۔

جماعت کے لئے اقامت دیتے وقت نفل نماز کو شروع کرنا مکروہ ہے لیکن اگر نماز میں ہے تو مکمل کرے۔ اور اگر جماعت فوت ہونے کا خوف ہو تو مندوباً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے جب کہ کوئی دوسری جماعت کھڑی ہونے کی امید نہ ہو۔

۱) پنج وقتہ نماز اسی امام کے پیچھے اسی مسجد میں باجماعت پڑھنے والے لوگ۔ ۲) ساتھ ساتھ ہونا۔ ۳) جبکہ امام کے رکوع کو نہ پائے۔ ۴) اس طرح کہ امام کے ساتھ واجب اور سنن مؤکدہ ادا نہ کر سکے۔ ۴) غیر مطروق مسجد وہ ہے جس میں متعینہ نمازیوں کے سوا باہر کے لوگ نہیں آتے۔

جماعت میں شک

اگر مقتدی کو اپنے رکوع میں شک ہوا کہ اس نے فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں تو فاتحہ پڑھنے کے لئے پھر کھڑا[۱] نہ ہو جائے بلکہ سلامِ امام کے بعد ایک رکعت لائے۔ اگر اپنے رکوع سے پہلے شک ہوا کہ وہ مسبوق ہے یا موافق ہے تو فاتحہ پڑھنے میں مشغول ہوگا۔ لیکن امام کے ساتھ امام کے رکوع کو مقتدی پائے بغیر رکعت کو نہیں پائے گا اور اگر شک ہوا کہ وہ رکوعِ امام کو پایا یا نہ پایا، یا یہ شک ہوا کہ وہ امام کے ساتھ مکمل نماز پایا یا ایک رکعت کم پایا تو سلامِ امام کے بعد ایک رکعت ملائے گا اور سجدہ سہو کرے گا۔

کسی شافعی مقتدی کو اگر یہ شک ہوا کہ دوسرے مذہب کی پیروی کرنے والا اپنے مسلک کے واجبات پر عمل کیا یا نہیں تو نماز کی درستگی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا اسی طرح امام کسی فعل واجب کی وجوبیت کا اعتقاد نہیں رکھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

نماز جمعہ کا بیان

ہفتے کے سات دنوں میں سب سے بہتر دن جمعہ ہے اور نمازوں میں سب سے بہتر نماز جمعہ ہے۔

جمعہ ہر مسلم عاقل، بالغ مرد، آزاد، غیر معذور، متوطن[۱] اور مقیم پر فرض عین ہے۔ اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے: **یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔**

ترجمہ: اے ایمان والو! جب نماز کے لئے جمعہ کے دن اذان دی جائے تو ذکر خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر جمعہ کی نماز جماعت سے پڑھنا فرض ہے سوائے چار لوگوں کے: غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔

جمعہ عورت پر فرض نہیں ہے بلکہ خوف فتنہ کے وقت جمعہ کیلئے جانا حرام ہے۔ اور مسافر پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے لیکن نماز جمعہ پڑھی جانے والے کسی محلے میں دن معین کرے بغیر یا چار دن سے زیادہ رہنے کا ارادہ کرے تو نماز جمعہ واجب ہوتی ہے حالانکہ وہ اپنے وطن لوٹنے کا عزم رکھتا(۲) ہو۔ معذور پر جمعہ فرض نہیں ہے جیسے کہ بیمار مگر جب زوال کے بعد مسجد جمعہ میں موجود ہو تو اس پر جمعہ کی ادائیگی واجب ہے۔

جمعہ کے اہل یعنی مکلف، مرد، آزاد اور متوطن (جن کی رہائش جمعہ پڑھی جانے والی بستی میں ہو) ہی سے جمعہ منعقد ہوتا ہے اگرچہ وہ سب معذور ہوں۔

کسی گاؤں میں اگر چالیس اہل جمعہ جمع ہوں تو ان پر اسی گاؤں میں جمعہ پڑھنا واجب ہے۔ نماز جمعہ کے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ایسے شخص کی ظہر نماز صحیح نہیں ہوتی جس پر جمعہ فرض ہے۔ اور ایسے شخص کی ظہر پڑھنا درست ہے جس پر جمعہ فرض نہیں ہے لیکن عذر ختم ہونے کی امید ہو تو اسے سنت ہے کہ ظہر کو تاُخیر سے پڑھے اگر عذر ختم ہونے کی امید نہ ہو تو اسے سنت ہے کہ جلدی پڑھے جیسے کہ عورت کی نماز(۳)۔

۱) متوطن سے مراد ایسے اشخاص ہیں جو مستقل سکونت پذیر ہوں۔ ۲) کسی بات کا عزم نہ رکھنے والے پر بھی فرض ہے
۳) چونکہ نسوانیت زائل ہونے والا عذر نہیں ہے۔

نماز جمعہ کے شرائط

شرائط جمعہ چھ ہیں:

۱) جمعہ کا ایسی جگہ میں پڑھی جانا جس کو گاؤں میں شمار کیا جاتا ہو۔
پس ایسی جگہ میں جائز نہیں ہے جو شہر کے حدود(۱) سے باہر ہو۔

۲) ایک جگہ جمع ہونا دشوار نہ ہونے کی صورت میں اِس پڑھی جانے والی جمعہ سے پہلے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری جمعہ پڑھی نہ جانا۔ بحسب ضرورت تعددِ جمعہ جائز ہے لیکن اگر بلا ضرورت ہو اور دو جمعہ کی تکبیر تحریمہ ساتھ ساتھ واقع ہو تو دونوں جمعہ فاسد ہو جائیں گی۔ اور اگر آگے، پیچھے واقع ہو گئے تو پہلا جمعہ صحیح اور دوسرا فاسد ہو جائے گا۔

۳) ظہر کے وقت میں نماز جمعہ کو ادا کرنا۔
ادائے جمعہ کے لئے اگر وقت تنگ ہو تو ظہر پڑھے۔ اسی طرح اثناء جمعہ اگر وقت نکل جائے تو اس نماز پر ظہر کی بناء کرے۔ (یعنی چار رکعت مکمل کرلے)

۴) جمعہ پڑھنے کے لئے کم از کم چالیس ایسے مکلفین کا شریک ہونا جو جمعہ کے اہل ہیں۔

اثنائے نماز اگر مذکورہ تعداد میں کمی واقع ہوئی تو نماز جمعہ باطل ہوجائے گی تو وہ لوگ اس کی تکمیل ظہر سے کریں ، یا خطبہ کے وقت لوگوں کی تعداد کم ہوگئی، تو ان کی عدم موجودگی میں پڑھا ہوا خطبہ معتبر نہیں ہوگا۔ ہاں اگر زیادہ وقت گزرجانے سے پہلے ہی لوٹ آئے تو خطبہ کو اسی پر بنا کرنا جائز ہے ورنہ ازسرنو خطبہ پڑھنا واجب ہے۔

اگر جمعہ کے بعد امام کا جنابت والا یا بے وضو یا نجاست خفیفہ والا ہونا معلوم ہوجائے تو مقتدیوں کے حق میں نماز جمعہ صحیح ہوگی جب کہ امام کے بغیر ہی تعداد پوری ہو ورنہ جمعہ کو خطبہ کے ساتھ دہرانا ضروری ہے۔ اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقتدیوں میں ایک جنابت والا یا بے وضو یا خفیف نجاست والا ہے تو امام اور باوضو اور جنابت ونجاست سے پاک مقتدیوں کی نماز جمعہ صحیح ہوگی اگرچہ مذکورہ (باجنابت ،بے وضو اور نجاست خفیفہ والے) مقتدی کے بغیر تعداد پوری نہ ہوتی ہو۔

۵) جمعہ کی پہلی رکعت کا جماعت کے ساتھ واقع ہونا۔

مسبوق اگر دوسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا تو اسے جمعہ مل جائے گا اور وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جہراً ایک رکعت پڑھے گا اور اگر کوئی شخص دوسری رکعت کے رکوع کے بعد آئے تو اس کی نماز جمعہ فوت ہوجائے گی۔ پھر بھی جمعہ کی نیت سے امام کے ساتھ شریک ہوجائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھے۔

۶) دو صحیح خطبوں کے بعد نماز جمعہ کا واقع ہونا۔

اسلئے کہ بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ دو خطبوں کے ساتھ ہی ادا فرمایا۔

۱) جہاں سے سفر شمار ہوتا ہے اور نماز قصر کی جاتی ہے۔

خطبہ جمعہ

خطبوں کے شرائط آٹھ ہیں:

۱) خطبہ کا ظہر کے وقت میں پڑھا جانا۔

۲) حدث (کپڑا، بدن، جگہ) اور خبث سے پاک ہونا۔

۳) سترگاہ چھپانا۔

۴) کھڑے ہونے کی استطاعت رکھنے والے کا خطبہ کے لئے کھڑا ہونا، کھڑے ہونے کی استطاعت نہ رکھنے پر بیٹھ کر، بیٹھنے کی استطاعت نہ ہو تو کروٹ کے بل یا چت لیٹ کر خطبہ دینا (لیکن کھڑے ہونے کی استطاعت نہ رکھنے والے مقتدی کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ مستطیع کو نائب بنائے)۔

۵) عربی میں ہونا۔

۶) خطبہ کے ارکان ان چالیس اشخاص کو سنائی دے جو جمعہ کے اہل ہوں۔

سننے کی شرط بالفعل ہے خطیب وحاضرین کو سمجھ میں آنا کافی نہیں ہے اور ایسے شوروغل کے وقت خطبہ صحیح نہیں ہوتا جس کی وجہ سے خطبہ سنائی[1] نہ دیتا ہو۔

۷) دوخطبوں کے درمیان طمانیت کے ساتھ بیٹھنا اور بیٹھ کر یا لیٹ کر خطبہ دینے والا تھوڑی دیر خاموشی اختیار کرے اور اس کے ذریعہ دوخطبوں کے درمیان فصل کرے گا۔

۸) ارکان اور دوخطبوں کے درمیان اسی طرح دوخطبوں اور نماز کے درمیان تسلسل قائم رکھنا۔یعنی خفیف دو رکعت کی مقدار کے فصل کا نہ ہونا۔خطبہ دینے والے کا مرد اور قابل اقتداء ہونا بھی شرط ہے۔

۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بات کرنا حرام ہے۔

خطبہ کے ارکان

۱) دونوں خطبوں میں "الحمد للّٰہ" یا "أحمد اللّٰہ" جیسے حمد کے لفظ سے اللہ کی تعریف کرنا۔اور حمد کی جگہ "الثناء للّٰہ اور الحمد للرّحمٰن "کہنا کافی نہیں ہے۔

۲) دونوں خطبوں میں اللھم صل علی محمد یا صلی اللّٰہ علی محمد یا صلی اللّٰہ علی الرسول۔جیسے "صلوۃ" کے لفظ سے حضور شفیع محشر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔اور اللھم سلم علی محمد اور صلی اللّٰہ علیہ وسلم[1] کافی نہیں ہے۔

۳) دونوں خطبوں میں تقوی کی وصیت کرنا۔

تقویٰ کی وصیت میں کوئی لفظ مقرر نہیں ہے بلکہ ہر اس لفظ سے وصیت کافی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رغبت دلانا اور گناہوں سے روکنا پایا جائے۔

جیسے "اطیعوا اللّٰہ" کہنا۔

مذکورہ تینوں ارکان دونوں خطبوں میں واجب ہے۔

۴) کسی ایک خطبہ میں مکمل معنی والی کوئی ایک آیت[2] کا پڑھنا اور پہلے خطبے کے آخر میں اس کا پڑھنا سنت ہے۔

۵) دوسرے خطبہ میں مؤمنین کی اخروی بھلائی کے لئے دعاء کرنا۔

اگر دونوں خطبوں کے بعد اس میں فرض چھوڑنے کے متعلق شک ہوا تو نماز میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

۱) خطبہ کی اکثر کتابوں میں "صل اللہ علیہ" حضور کا نام لئے بغیر صرف ضمیر سے اکتفاء کیا گیا ہے حالانکہ اس طرح پڑھنے سے مسلک شافعی کے مطابق خطبہ صحیح نہیں ہوتا۔

خطبہ کے عربی میں ہونے کا بیان

خطبہ کے بغیر نماز جمعہ صحیح نہیں ہوتی۔خطبہ صحیح ہونے کے لئے اس کے ارکان وشرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔خطبہ کے ارکان کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔تقویٰ کی وصیت ارکان میں سے ہے۔تقویٰ میں وصیت کی کوئی قید نہیں ہے۔کوئی بھی لمبی یا چھوٹی وصیت کافی ہے۔خطبے کا سارا وعظ نصیحت ہے اور یہ عربی میں ہی صحیح وجائز ہے۔

ارکان کے علاوہ بقیہ کی ادائیگی بھی غیر عربی میں حرام ہے اگر چہ اس سے خطبہ فاسد نہ ہوتا ہو(جب کہ فصل طویل نہ ہو) کیوں کہ خطبہ کی توابع (وہ حصہ جو فرائض کے علاوہ ہو) عربی کے علاوہ دوسری زبان میں منعقد نہیں ہوتی اور وہ نہ ہی کافی ہے۔اور قاعدہ ہے

کہ عبادت اگرچہ سنت ہی کیوں ہو اس کا اس طرح بجالانا کہ وہ غیر منعقد اور ناکافی ہوجائے تو فاسد ہے۔ عبادت فاسدہ میں ملوث ہونا حرام ہے۔

نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام، سلف وخلف ان میں سے کسی نے بھی نہ تو کسی ملک میں اور نہ ہی کسی زمانہ میں عربی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں خطبہ جمعہ پڑھا۔ غیر عربی میں خطبہ بدعت منکرہ ومحرمہ ہے۔ اللہ سے ہم ہر بدعت سیئہ اور گمراہی سے پناہ مانگتے ہیں اور دعاء کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں اہل سنت والجماعت کے زمرہ میں شامل کرے۔

خطبہ کی سنتیں

خطیب کے لئے یہ امور سنت ہیں:

۱) منبر یا کسی اونچی جگہ پر خطبہ دینا۔

۲) رسول اکرم ﷺ کے منبر کی طرح، بیٹھنے کی سیڑھی (۱) کے علاوہ تین سیڑھیوں کا ہونا۔

۳) منبر کا محراب کے دائیں جانب ہونا۔

۴) مستراح (بیٹھنے کی سیڑھی) سے ملے ہوئے زینہ پر کھڑا ہونا۔

۵) خطیب کا مسجد میں داخل ہوتے وقت، منبر سے قریب پہنچتے وقت اور منبر پر چڑھنے کے بعد اس طرح تین مرتبہ سلام کہنا۔

۶) موذن کی اذان ختم ہونے تک خطیب کا منبر پر بیٹھنا۔

۷) تلوار، کمان یا عصا کا بائیں ہاتھ سے سہارا لئے ہوئے کھڑا رہنا۔ جمعہ کے خطبہ میں کمان اور عصا پر ٹیک لگانا حضور ﷺ سے ثابت ہے۔

۸) خطیب کے دائیں ہاتھ کا منبر کے کنارے پر رکھنا۔

۹) اول تا آخر حاضرین کی طرف رخ کر کے خطبہ کہنا، اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہونا۔

۱۰) ارکان کو ترتیب وار ادا کرنا۔

(یعنی پہلے حمد خدا کرنا اس کے بعد پیارے آقا ﷺ پر درود شریف، پھر وصیت، پھر قراءت اور دعاء پڑھنا)۔

۱۱) خطبہ کا فصیح، قابل فہم اور مختصر ہونا۔

۱۲) خطبہ اولیٰ کا اختتام سورہ قاف سے ہونا لیکن اصل سنت حاصل کرنے کے لئے اس کی چند آیتوں کی تلاوت کافی ہے ہاں اگر اسے ترک کرے تو "**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا**" کی تلاوت کرے۔

۱۳) دو خطبوں کے درمیان سورہ اخلاص پڑھنے کی مقدار بیٹھنا۔

۱۴) دو خطبوں کے درمیان جلوس میں قرآن مجید کی کچھ تلاوت کرنا، اور اس وقت سورہ اخلاص پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۱۵) دوسرے خطبہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، مؤمنین، مؤمنات اور لشکر اسلام کے جانبازوں کے حق میں صلاح وفلاح، اعانت حق اور قیام عدل کے لئے دعاء کرنا۔

۱۶) اقامت کے فوراً بعد خطیب کا محراب کی طرف نماز پڑھانے کے لئے جانا۔

(۱) خطیب کے بیٹھنے کی جگہ کو مستراح کہتے ہیں۔

مکروہات خطبہ

خطیب کا منبر پر چڑھتے وقت تلوار یا قدم سے زینوں پر مارنا، منبر پر بیٹھنے سے پہلے دعا مانگنا، خطبہ میں اِدھر اُدھر متوجہ ہونا، ہاتھ وغیرہ سے اشارہ کرنا، خطبہ میں شعر پڑھنا، دوسرے خطبہ میں جلدی کرنا اور آواز پست کرنا مکروہ ہے۔

آداب جمعہ

سننِ جمعہ:

جمعہ میں دو اذان سنت ہیں۔

پہلی اذان دخول وقت پر اور دوسری اذان خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد ہے۔ مرقی (خطیب کا منبر پر چھڑنے سے پہلے ان اللہ شریف پڑھنے والا) کا خطبہ سے پہلے لوگوں کو خاموش کرانا (یعنی ان اللہ شریف پڑھنا[1])، سورہ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں **سورہ جمعہ یا سبح اسم**، اور دوسری رکعت میں **سورہ منافقون یا ہل اتٰک** پڑھنا۔ امام اور ایسا مسبوق جو امام کے سلام کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو بلند آواز سے قرات کرنا۔

۱) یعنی خطیب منبر پر چڑھنے سے پہلے موذن یا کسی کا لوگوں کو خاموش رہنے کی چند مخصوص الفاظ میں ہدایت دینا، وہ یہ ہے: إن اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی ألخ۔۔۔۔یا معشر المسلمین رحمکم اللہ قدر ورد فی الخبر عن سید البشر وشفیع الأمۃ فی یوم الحشر ألخ۔۔۔۔۔

جمعہ کے شب وروز کی سنتیں

جمعہ کے دن ورات میں سورہ کہف پڑھنا سنت ہے۔ دن میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے مگر صبح میں فجر کے بعد پڑھنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ سورہ کہف، قرآن، اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنے میں کثرت کرنا سنت ہے لیکن کثرت سے درود بھیجنا افضل ہے۔ صدقہ کرنا، نیک افعال کرنا، دعاء مانگنا خاص طور سے دن میں قبولیت کی گھڑی کی جستجو کرتے ہوئے دعاء مانگنا سنت ہے۔ قبولیتِ دعاء کی گھڑی امام کے خطبہ کے لئے بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک ہے۔

جمعہ میں حاضر ہونیوالوں کیلئے سنتیں

۱) صبح صادق کے بعد غسل کرنا، مگر نماز کے لئے جانے سے تھوڑی دیر پہلے غسل کرنا افضل ہے۔ غسل کرنے سے عاجز ہو تو تیمم کرے۔

۲) خطیب اور سلسل بول مریض کے سوا تمام لوگوں کو صبح صادق کے وقت سے جمعہ کے لئے جانا۔ خطیب اور سلسل بول (جس کا پیشاب ٹپکتا رہتا ہے۔) والے شخص کو خطبہ کے وقت تک تاخیر کرنا سنت ہے۔

۳) مونچھ کاٹنا، ناخن تراشنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناف کے نیچے کے بال نکالنا، بدبو اور میل دور کر کے سنورنا۔

۴) سب سے عمدہ لباس زیب تن کرنا، سفید زیادہ بہتر ہے اس کے بعد وہ رنگین کپڑا ہے جسے بناوٹ سے پہلے رنگا گیا ہو۔

۵) عمامہ پہننا (جمعہ کے علاوہ تمام نمازوں میں بھی دستار پہننا سنت ہے، عمامہ سفید رنگ کا ہونا بہتر ہے)۔

۶) روزہ دار نہ ہو تو خوشبو ملنا۔ مشک بہتر ہے۔

۷) نماز جمعہ کے لئے لمبے راستے سے جانا اور دوسرے مختصر راستے سے واپس آنا۔

۸) بغیر عذر سواری سے نہ جانا بلکہ سکون واطمنان سے پیدل جانا۔

۹) خطبہ میں خاموش رہنا، خطبہ نہ سن سکے تو آہستہ سے ذکر اور تلاوت میں مشغول رہنا کہ یہ بہتر ہے۔ ۱۰) خطبہ سنتے وقت مناسب جگہ پر درود شریف، رضی اللہ عنہ اور آمین کہنا۔

جمعہ کے دن کے ممنوعات

جمعہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو جمعہ فرض ہونے والوں پر جمعہ کے دن بعد فجر بلا ضرورت سفر کرنا اور اذانِ خطبہ یا زوال کے بعد خرید وفروخت یا کسی قسم کی دستکاری میں مشغول ہونا حرام ہے۔ جمعہ میں حاضر ہونے والوں کے لئے ترکِ غسل اور جمعہ کے لئے دوڑنا مکروہ ہے مگر جب نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو واجب ہے۔ اسی طرح بغیر عذر لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے آگے بڑھنا، عذر(۱) کے سبب دوصفوں سے زیادہ گردنیں پھاندنا، بوقت خطبہ کلام کرنا، سلام کرنا، احتباء کرنا(۲) مکروہ ہے یوں ہی تحیۃ المسجد پڑھنا جب کہ اس سے تکبیر تحریمہ کی فضیلت فوت ہو جائے اور امام کے قریب خود بیٹھے بغیر دوسروں کو بٹھانا مکروہ ہے۔

دوسروں کو تکلیف پہنچنے کی طرح بلند آواز سے قرات کرنا، خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد حاضرین کا تحیۃ المسجد کی خفیف دو رکعت کے علاوہ دوسری فرض یا نفل نماز ادا کرنا اور کسی کو اٹھا کر اس کی رضامندی کے بغیر وہاں بیٹھنا حرام ہے۔

۱) مگر جب امام محراب تک بغیر پھاندے نہیں پہنچ سکتا تو اسے پھاندنا جائز ہے۔ ۲) سرین پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹ کو ہاتھوں سے باندھ کر سہارا لینا۔

پاکیزہ ہونا، آراستہ ہونا اور طیب بن جانا

ہر کسی کو سنت ہے خاص طور پر نماز، جماعت، جمعہ، عید کے دن میں کہ وہ بدبو، میل دور کرنے، بالوں کو نکالنے، ناخن تراشنے، سرمہ لگانے، بہترین لباس زیب تن کرنے سے صاف ستھرا ہو جائے، سنور جائے اور طیّب بن جائے۔

۱) بالوں کا دور کرنا:

بغل، ناک اور موئے زیر ناف کا نکالنا اور ہونٹ کی سرخی ظاہر ہونے تک مونچھ کاٹنا مستحب ہے، مرد کا داڑھی مونڈھنا مکروہ ہے۔ بلکہ بیشتر فقہا نے مونڈھنے کو حرام قرار دیا ہے۔

حج وعمرہ سے تحلل کے وقت، پیدائش کے ساتویں دن، کافر کے اسلام قبول کرتے وقت، بالوں سے پریشانی ہوتے وقت، اس کی دیکھ ریکھ کرنے میں مشقت اور اس کی وجہ سے بے مروتی کے وقت بالوں کا نکالنا سنت ہے اور حالت احرام میں حرام ہے۔ قزع یعنی بعض سر کا مونڈنا اور بعض کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

عورتوں اور ہجڑوں کا سوائے تین جگہوں کے حلقِ راس کرنا جائز نہیں ہے (یعنی مکروہ ہے) ولادت کے ساتویں دن، علاج کے لئے اور فاسق کے ناپاک عزائم سے بچنے کے لئے۔ اور وہ دونوں حج وعمرہ میں چوٹی کے سوا بالوں کو انگلیوں کے پور کی مقدار کتروائے۔ ناخن کے تراشے کی طرح مرد کے بالوں کو دفن کرنا سنت ہے۔ مرد کے موئے زیرناف اور عورت کے تمام بالوں کو دفن کرنا واجب ہے۔

۲) ناخن تراشنا:

اپنے دونوں ہاتھوں اور پیروں کے ناخن تراشنا سنت ہے۔ پہلے داہنے ہاتھ کے شہادت کی انگلی سے شروع کرکے اس کی چھوٹی انگلی تک کاٹے پھر اسی ہاتھ کا انگوٹھا پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی (چھوٹی انگلی) سے انگوٹھے تک بالترتیب کاٹے۔ دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی تک ناخن نکالے۔ اس کے بعد انگلیوں کے سروں کو جلدی دھوئے۔ جمعرات کے دن کسی بھی وقت یا جمعہ کو علی الصبح ناخن تراشنا سنت ہے۔
ہر دس دن کے اندر ناخن اور ہر چالیس دن کے اندر موئے زیرناف مونڈھنا مستحب ہے۔

۳) لباس:

کپڑوں میں سب سے بہتر سفید کپڑا ہے اس میں بہتر سوتی ہے۔
جمعہ اور عید کے دن نیا کپڑا پہننا سنت ہے۔ عید کے دن قیمتی کپڑا پہننا اولیٰ ہے چوں کہ وہ آرائش کا دن ہے۔ قمیص پہننا، دستار باندھنا، چادر اوڑھنا اور طیلسان (ایک

طرح کا رومال) پہننا سنت ہے، عمامہ پہننے والوں کو شملہ رکھنا اور نہ رکھنا دونوں جائز ہے۔ لیکن شملہ رکھنا سنت ہے۔ دائیں جانب لٹکا ہوا چھوڑنے سے دونوں شانوں کے درمیان لٹکا ہوا چھوڑنا بہتر ہے۔ شملہ کی لمبائی کم ازکم چار انگلیوں کی مقدار ہو اور زیادہ زیادہ ایک گز ہو۔

مردوں کو ازار اور آستین اتنا لٹکانا مکروہ ہے کہ ٹخنوں اور کلائی کے گٹھے سے تجاوز کرجائے۔ اگر تکبر سے ہو تو حرام ہے۔ سرپر چادر لٹکانا مکروہ ہے۔ بسم اللہ شریف پڑھ کر کپڑا لپیٹنا چاہئے۔ بلا عذر زرد اور ریشم کے کپڑوں کو بالغ مرد اور ہجڑہ کے لئے پہننا، بچھانا، ستر کرنا اور سایہ کرنا حرام ہے۔ یوں ہی زعفران اور زرد رنگ سے رنگے ہوئے کپڑے کا حکم ہے۔ مذکورہ تینوں چیزیں عورتوں اور بچوں کے لئے جائز ہے۔ دیوارِ کعبہ کے علاوہ دیگر دیواروں، قبورِ انبیاء اور اولیاء کا ریشم سے چھپانا حرام ہے۔

عورتوں اور بچوں کے علاوہ مردوں کو سونے اور چاندی کے زیورات زیب تن کرنا حرام ہے۔ ان کو اسراف کے بغیر ایک چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ بلکہ دائیں یا بائیں ہاتھ کی خنصر (چھوٹی انگلی) میں پہننا سنت ہے۔ دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہننا بہتر ہے۔ دونوں پاؤں میں جوتا پہننا سنت ہے جب کہ ایک پاؤں میں پہننا مکروہ ہے۔

۴) تیل، سرمہ اور خوشبو لگانا:

تیل لگانا، سوتے وقت اثمد (ایک قسم کا پتھر جس سے سرمہ تیار کیا جاتا ہے اور جسکو علماء کیمیاء اینتموان کہتے ہیں۔) کا سرمہ طاق عدد سے لگانا، سر اور داڑھی کے پکے ہوئے (سفید) بال کو

سرخ اور زرد رنگ کا خضاب لگانا اور شادی شدہ عورت کا اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی سے رنگنا سنت ہے۔ اور دانتوں کو ریتی جیسی چیزوں سے تیز اور باریک کرنا، بال سے نجس بال ملانا، یا انسان کا بال لگانا اور اس کو دوسروں کے بالوں سے باندھنا حرام ہے۔

روزہ نہ ہونے کی صورت میں خوشبو لگانا سنت، جب کہ روزہ دار کو مکروہ اور محرم کو حرام ہے۔ عورت کا آراستہ اور لباس فاخرہ میں ملبوث ہو کر گھر سے نکلنے کی کراہت کی طرح مطلقاً (یعنی خواہ وہ روزہ سے ہو یا بے روزہ) خوشبو لگا کر گھر سے نکلنا مکروہ ہے۔ ہاں صرف بدبو دور کرنے کے لئے اس کا استعمال سنت ہے۔ بہترین خوشبو مشک ہے۔

نماز قصر کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ نماز قصر کرو۔ طویل، جائز اور صحیح مقصد کے سفر میں گاؤں یا شہر کی حد فاصل گزر جانے پر چار رکعت والی فرض نمازوں کو قصر کر کے دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔ سفر طویل سے مراد ایک طرفہ دو منزل کی مسافت ہے۔ اور وہ ہاشمی ۴۸ میل ہے جو تقریباً ۱۳۲ کیلومیٹر کے برابر ہوتا ہے۔

اس سفر کی ادا اور فوت شدہ چار رکعت والی فرض نمازوں کو قصر کر کے دو رکعت پڑھنا جائز ہے۔ مگر جب تک تین منزل کی مسافت کو پہنچ نہ جائے مکمل چار رکعت پڑھنا افضل ہے لیکن حضر کی فوت شدہ نمازوں کو سفر کی حالت میں قصر کرنا اسی طرح سفر کی حالت میں فوت شدہ نمازوں کو حضر میں قصر کرنا جائز نہیں۔ اور جب تین مراحل کو پہنچ جائے تو قصر افضل ہے۔ مگر جب دائمی سفر کرنے والا یا ایسا ملاح جو اپنے اہل وعیال کے ہمراہ بحری سفر میں ہو تو اس کے لئے مطلقاً تمام افضل ہے۔

نماز قصر کرنے کی چار شرطیں ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ میں قصر کی نیت کرنا جیسے ظہر کے فرض نماز قصر کرنے کی یا دو رکعت ظہر ادا کرنے کی نیت میں نے کی۔

(۲) مکمل چار رکعت پڑھنے والوں کی اقتداء میں نماز نہ پڑھنا۔

(۳) نیتِ قصر کی منافی چیزوں سے بچنا(۱)۔

(۴) پوری نماز کا سفر کی حالت میں ادا ہونا۔

۱) جیسے کہ نماز کے دوران چار رکعت پڑھنے کا ارادہ نہ کرنا یا تردد کرنا یا قصر کرنا۔

ان امور میں سے کسی ایک سے سفر منقطع ہو جاتا ہے:

۱) مسافر کا قصر کی مسافت سے پلٹ کر دوبارہ آغاز سفر کی جگہ میں پہنچنا جب کہ چار دن یا دن کی تعداد تعین کئے بغیر رہنے کی نیت ہو اگرچہ وطن نہ ہو۔

۲) مسافر کا ۱۳۲ / کیلومیٹر کی مسافت طے کرنے سے پہلے اپنے وطن یا آغاز سفر کی جگہ کی طرف لوٹنے کا آغاز کرنا۔ لیکن وطن نہ ہونے کی صورت میں آغاز سفر کی جگہ میں چار دن یا دن کی تعداد تعین کئے بغیر رہنے کی نیت ہونا ضروری ہے۔

۳) سفر طویل میں معینہ جگہ پہنچنے سے پہلے کسی جگہ اترے پھر اپنے وطن یا مذکورہ شرط کے ساتھ غیر وطن کی جانب لوٹنے کا ارادہ کرے۔

۴)۔مسافر کا کسی جگہ پہنچنا جبکہ وہاں چار دن یا دن کی تعداد کو تعین کئے بغیر رہنے کا ارادہ پہلے سے ہو۔

۵) مسافر کسی جگہ پر اترتے وقت یا اترنے کے بعد چار دن یا دن کی تعداد کو تعین کئے بغیر رہنے کا ارادہ کرے۔

۶) مکمل چار دن قیام کرے۔

۷) کسی ایسی جگہ اٹھارہ دنوں تک رہے جہاں ہر وقت حاجت پوری ہونے کی توقع ہو۔

دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا

معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تبوک کے سال ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نکلے تو آپ ﷺ ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کے درمیان جمع فرماتے تھے۔(ابوداؤد)۔

صرف عصرین (ظہر،عصر) اور مغربین (مغرب،عشاء) میں جمع تأخیر اور جمع تقدیم کرنا جائز ہے اور یہ جمع ایسے سفر میں ہے جس میں قصر کرنا جائز ہو جب کہ حدودِ قریہ سے آگے بڑھ گیا ہو۔

شرائط جمع تقدیم

جمع تقدیم کے پانچ شرائط ہیں:

۱) پہلی نماز کے ابتداء یا درمیان یا قعدہ آخیرہ میں سلام سے پہلے نیت جمع کرنا

لیکن پہلی نماز کے شروع میں ہی نیت کرنا زیادہ بہتر ہے۔

۲) ترتیب۔

۳) پے در پے ہونا۔یعنی دونوں کے درمیان کم از کم دو خفیف رکعت کی مقدار سے زیادہ فاصلہ نہ ہونا۔

۴) دوسری نماز کے قائم ہونے تک سفر جاری رہنا۔

۵) پہلی نماز کی صحت کا گمان رکھنا۔

جمع تاخیر کی شرطیں

جمع تاخیر کی دو شرطیں ہیں:

۱)۔ پہلی نماز کے وقت میں جمع کرنے کی نیت کرنا۔

۲)۔ دوسری نماز کے اختتام تک سفر کا جاری رہنا۔

جمع تأخیر میں سنت:

ترتیب، موالات، اور پہلی نماز میں نیت جمع کرنا سنت ہے۔مقیم کو بارش کی وجہ سے ظہر وعصر، مغرب وعشاء کے درمیان جمع تقدیم کرنا جائز ہے۔ بشرط یہ کہ پہلی نماز کے تکبیر تحریمہ اور اس نماز کے اختتام کے وقت بارش برستی رہے اور دوسری نماز کی تکبیر تحریمہ تک جاری رہے جس کی وجہ سے راستہ میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کا گھر جماعت کی جگہ سے دور ہو دوسری نماز جماعت کے ساتھ واقع ہو۔اور قول مختار کے مطابق ہر مریض کا تقدیم وتأخیر کرنا جائز ہے۔ بشرط یہ کہ دونوں نمازوں کی تکبیر تحریمہ اور پہلی نماز کے اختتام کے وقت مرض موجود ہو۔

جنازہ کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ۔ (سورہ ملک)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس کے قبضہ میں سارا ملک اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو کہ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ اور وہی عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (آل عمران)

ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے اور تمہارے بدلے تو قیامت ہی کو پورے ملیں گے جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا۔ وہ کامیاب ہوا اور دنیا کی زندگی تو یہی دھوکے کا مال ہے۔

موت کی یاد

ہر ایک کو سنت ہے کہ موت کی یاد بکثرت کرے، اور توبہ اور مظلوم کے حق کو ادا کر کے موت کے لئے تیار رہے، اور مریض کے لئے یہ سب سنت مؤکدہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَکْثِرُوْا ذِکْرَھَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ (رواہ الترمذی، وابن حبان والحاکم)۔ لذتوں کو توڑنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

اخروی مقصد کے بغیر موت کی آرزو کرنا مکروہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلْ: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی کسی مصیبت کے لاحق ہونے پر موت کی آرزو نہ کرے اور اگر ناچار کرنی ہی ہے تو کہے: الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے خیر ہو، اور موت دیدے جب کہ موت میرے لئے بہتر ہو۔

علاج کرنا

تندرستی اور بیماری اللہ تعالی کے قضاء وقدر سے ہے اس لئے تندرستی میں شکر اور بیماری میں صبر کرنا چاہئے لیکن علاج کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَہٗ دَوَاءً اِلَّا الْھَرَمُ۔ تم لوگ علاج کرو! بے شک اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے علاوہ تمام بیماریوں کی دوا رکھی ہے۔ (ترمذی وغیرہ)۔

کافر کے علاج اور اس کی تشخیص پر بھروسہ کرنا اور شراب کے علاوہ نجس چیز سے دوا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ایسے شراب سے علاج کرنا جائز ہے جو دوسری دواء کے ساتھ مل کر ختم ہوگئی ہو جب کہ تجربہ یا بقول اطباء یہ معلوم ہوجائے کہ ان دنوں کے علاوہ دوسری دواء نہیں۔ اور کھوکھلا شدہ ہاتھ جیسے اعضاء کو کاٹنے اور اس کے لئے نشہ آور سیال شئ کے بغیر عقل کے زائل کئے جانے کا بھی یہی حکم ہے۔

خون چڑھانا

خون نجس ہے لہٰذا اس کا تناول کرنا حرام ہے۔ لیکن بوقت ضرورت اس سے علاج کرنا جائز ہے اس طرح کہ حاجت کے وقت اس کا پینا جائز ہے۔ بسا اوقات انسان کھانے اور پینے پر مجبور ہونے کی طرح خون چڑھانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ یہ بدن کا اہم حصہ ہے جس کے بغیر جاندار زندہ نہیں رہ سکتا، پس ضرورت کے بغیر کسی جاندار سے خون لینا حرام ہے صرف بحالت مجبوری اتنا لینا جائز ہے جس سے خون دینے والے کو کچھ ضرر نہ پہونچے۔ مکمل معائنہ کے بعد عادل، محققین ڈاکٹروں نے یہ وثوق کے ساتھ کہا ہے کہ مخصوص مقدار میں تندرست انسان کے خون لینے یا بوقت مجبوری خون چڑھانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ اس میں نہ تو جان کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ہی صورت بگڑنے کا ڈر ہے۔ یہ عضو کو کاٹنے کی طرح نہیں ہے۔ چوں کہ خون ایسا حصہ ہے جس کی کمی کو جسم غذا سے پورا کرتا ہے۔ برخلاف ہاتھ، آنکھ اور گردہ جیسے اعضاء کے کہ اس کے نقصان کی تلافی نہیں ہوتی۔

اعضاء کی پیوندکاری

اعضاء کے پیوندکاری کی سات قسمیں ہیں:

۱) سونا اور چاندی کے سوا ہر پاک چیز سے بناوٹی (Artificial) اعضاء کی پیوندکاری جائز ہے۔ لیکن سونا اور چاندی سے بنائے ہوئے اعضاء اگر عورت کے لئے ہو تو مطلقاً جائز ہے۔ مرد اور ہجڑہ کے لئے سونا اور چاندی کے صرف ناک، انگلیوں کے پور

[۱]اور دانت جائز ہے۔

۲) حیوان مأکول کے ذبح کرنے کے بعد اس کے اعضاء سے بھی پیوندکاری جائز ہے۔ اگر انسان کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا کٹ گیا تو اس کی پیوندکاری یا تبدیلی مذکورہ جانور کے کسی عضو سے کرسکتے ہیں۔

۳) کسی عضوِ ناپاک (جیسے انسان کے علاوہ کسی زندہ جانور یا مردار کا عضو) کا استعمال کرنا صرف ہنگامی صورت حال (Emergency situation) میں جائز ہے۔ ضرورت کی وجہ سے اس کی نماز درست ہوتی ہے۔ اور اگر پاک عضو پایا تو مذکورہ ناپاک عضو کو نکالنا واجب ہے جبکہ نکالنا آسان ہو اور نکالنے میں ایسی مشقت نہ ہو جسے عادۃً برداشت نہ کیا جاسکتا ہو۔ ناپاک چیز سے زخم کی سلائی کرنا اور اس سے علاج کرنا ان دونوں کا حکم ناپاک چیز سے اعضاء کا درست کرنے کا حکم ہے۔

۴) مردہ انسان [۲] کے عضو سے پیوند لگانا یا تبدیل کرنا یہ صرف ہنگامی حالات میں اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے علاوہ مناسب عضو نہ ملے۔ اگر کسی پاک یا ناپاک جانور کا عضو پائے جو لائق پیوند ہے تو عضو انسانی کا استعمال حرام ہے۔

۵) خود کے جسم سے جدا ہوئے اعضاء کا استعمال اس صورت میں جائز ہے کہ اس کو اسی کی جگہ پیوست کیا جائے جہاں سے جدا ہوا تھا یا بوقت ضرورت اپنے جسم میں دوسری جگہ پیوند کرسکتا ہے۔

۶) اپنے جسم سے تھوڑا عضو دوسرے عضو میں پیوست کرنے یا تبدیل کرنے کے لئے کاٹنا بوقت حاجت جائز ہے جب کہ ایسا کرنے میں اس کے نہ کرنے سے خوف کم ہو ورنہ جائز نہیں۔

۷) دوسرے انسان میں پیوند لگانے کے لئے بعض عضو کا کاٹنا حرام ہے۔ زندہ انسان کی آنکھ اور گردہ جیسی چیزوں کا دوسرے انسان میں منتقل کرنا جائز نہیں ہے اور اسی طرح معصوم سے اپنے لئے ویسی چیزوں کا لینا جائز نہیں۔

۱) درمیان اور چھوٹی والی انگلی کے ماسوا چونکہ اس سے کام نہیں لیا جاتا ہے۔ اسکا استعمال صرف زینت کے لئے ہوگا جو مرد کو حرام ہے ۲) استعمال عضو اس ترتیب پر جائز ہے کہ پہلے ذبح شدہ ماکول جانور (جیسے گائے، بیل، اونٹ وغیرہ) پھر غیر مغلظ مردہ (مأکول اور غیر مأکول مردہ جانوروں کے درمیان کوئی تفاوت نہیں ہے)۔ پھر مردہ سور پھر مردہ کتا پھر مباح الدم مردہ آدمی پھر ذمی کافر آخر میں مسلمان۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ ہر ایک کا عضو قابل پیوند ہوں ورنہ طبیب کے بیان کردہ اوصاف کے مطابق استعمال کرے۔

عیادت مریض

مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ اگر اس کے زندگی کی امید ہو تو صحت یابی کی دعا کر کے لوٹنا چاہئے۔ دعا میں یہ سات مرتبہ پڑھنا سنت ہے کہ **أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَّشْفِيَكَ**۔ (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ: میں اللہ عرش عظیم کے مالک سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفاء دے۔ اگر اس پر موت کا خوف ہو تو توبہ اور وصیت کرنے کی طرف رغبت اور رحمتِ خدا کی امید دلانا چاہئے۔ بلا ضرورت اس کے پاس زیادہ دیر تک ٹھہرنا مکروہ ہے۔ یوں ہی فاسق و بدعتی کی عیادت کرنا اور مریض کو دوا اور کھانے پر مجبور کرنا مکروہ ہے۔

قریب المرگ کی خدمت

قریب المرگ شخص کو دائیں جانب لٹا کر قبلہ رخ کرے اگر ممکن نہ ہو تو بائیں جانب پھر گدی کے بل چت لٹا کر اس کے چہرہ کو قبلہ رو کرے۔ بلا اصرار کلمہ شہادت یعنی **لا الٰہ الا اللہ** کی تلقین کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"** (**مسلم**)۔ ترجمہ: تم اپنے مردہ کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

اس کے پاس سورہ یٰسین پڑھی جائے (اگر موقع میسر ہو تو سورہ رعد کی بھی تلاوت کرے تاکہ پروازِ روح میں سہولت ہو) اور کچھ گھونٹ ٹھنڈا پانی پلایا جائے۔ حیض والی عورت اور باجنابت شخص کو مکروہ ہے کہ وہ قریب المرگ شخص کے پاس رہے۔ اگر روح جسم سے پرواز کر جائے تو اس کی آنکھیں بند کردی جائیں۔ اس وقت یہ پڑھنا سنت ہے **"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔ (ترجمہ: اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر شروع کرتا ہوں)۔ اس کی ٹھڈی کو پٹی سے باندھا جائے، جوڑوں کو ڈھیلا کیا جائے، اس کے کپڑے اتار کر ایک ہلکے کپڑے سے تمام بدن کا ستر کیا جائے، اس کے پیٹ پر کوئی وزنی چیز جیسے لوہا، پتھر وغیرہ رکھ دیا جائے، بغیر بستر والے تخت پر قبلہ رخ کر کے رکھا جائے، میت کی طرف سے ادائے قرض، اس کی نافذ کردہ وصیت، غسل، کفن، نماز جنازہ اور دفنانے میں جلدی کی جائے۔

تجہیز میت

مسلمان میت کوغسل دینا،کفنانا،نماز جنازہ پڑھنا،کندھا دینا،اوراس کو دفنانا فرض کفایہ ہے۔لیکن شہید کوغسل دلانا اوراس پرنماز جنازہ پڑھنا حرام ہے اور کفنانا اور دفنانا واجب ہے۔ناتمام بچہ گرگیا تو اگراس میں (مخرج سے جدا ہونے کے بعد ہلنے اوررونے جیسی) زندگی کی علامتیں پائی جائے توغسل دینا،کفنانا،نماز جنازہ پڑھنا،اوراس کو دفنانا واجب ہے۔ ہاں اگرزندگی کی علامتیں نہ پائی لیکن صرف خلقت ظاہر ہوئی توغسل دینا،کفنانا اوراس کو دفنانا واجب ہے۔اورغسل دیناواجب نہیں۔اوراگرخلقت ظاہرنہیں ہوئی تواسے غسل دلائے بغیر ایک کپڑے سے چھپانا اور دفنانا سنت ہے۔اوراگر بستہ خون یا گوشت کا لوتھڑا ہوتوصرف دفنانا سنت ہے۔

اگرکسی ایسے مسلمان کا کوئی عضو پایا گیا جس کی موت کا علم ہو اگرچہ موت کے بعد جدا ہوئے ناخن یا بال ہوں تو اس عضو کوغسل،ستر،نماز جنازہ اور دفن کرنا واجب ہے۔پھر جب صاحب عضومل جائے تونماز کا اعادہ واجب ہوجائے گا۔اگرکسی عضو کا ایک شخص کی حیات میں الگ ہونے کا علم ہو یا موت کے متعلق معلوم نہ ہواور وہ ہاتھ جیسے عضو ہوتوصرف اس کا چھپانا اوردفنانا سنت ہے اوراگرناخن جیسا عضو ہوتوصرف دفن کرنا سنت ہے۔

شادی شدہ عورت کی تجہیز کا خرچ اس کے مستطیع شوہر پر ہے۔مستطیع شوہر کی بیوی کے علاوہ دوسری میت کی تجہیز کا خرچ میت کے ترکہ سے کیا جائے گا۔میت اگر کوئی ترکہ نہ چھوڑے تو تجہیز کا بوجھ اس شخص پر ہوگا جس کے ذمہ میت کی زندگی میں نفقہ تھا۔پھر بیت المال سے پھر مالدار مسلمانوں پر۔

میت کا آپریشن (Postmortem)

برکاتِ شافعی حصہ سوم

جسم میت کے سارے اعضاء معزز ہیں اس کے ساتھ ایسا کچھ نہ کیا جائے جس سے اس کی بے حرمتی ہو۔بلا ضرورت اس کے بال اور ناخن میں سے کچھ بھی نکالنا مکروہ ہے۔بلا حاجت اس کا آپریشن حرام ہے اگرچہ ختنہ کرنا ہو،اگرچہ ختنہ میں تأخیر کے سبب وہ گنہ گار ہو یا اس کے قلفہ کے اندر کا حصہ دھلنا دشوار ہو(توبھی چیر پھاڑ حرام ہے)۔ دوسروں کے مال نگلنے والی میت کا اس مال کے مالک کے مطالبہ کرنے پر پیٹ چاک کرکے مال نکالنا واجب ہے۔حاملہ عورت جس کے شکم میں ادھورا بچہ ہے اوراس کی زندگی کی امید باقی ہے تو ایسے بچہ کو پیٹ چاک کرکے نکالنا واجب ہے۔اگر زندگی کی امید باقی نہ ہوتو مرنے تک دفنانے میں تأخیر کرے۔اگرپھٹن سے نجاست کا نکلنا صرف سلنے سے بند ہوتو سلنا واجب ہے۔اگر نکلنے والی شئ محض معدہ کا پانی ہوتو ٹانکا لگانا جائز ہے۔

تبدیلی طبیعت جس کی وجہ سے مرض لاحق ہو یا موت کے سبب کی شناخت کے لئے چیر پھاڑ(Post Mortem) کرنا حرام ہے چوں کہ اس میں ایسی کوئی ضرورت نہیں ہے جو میت کی بے حرمتی کو مباح وجائز کرے۔ہاں اس سے جوغرض مقصود ہوتی ہے وہ یہ دریافت کرنا ہے کہ یہ موت فطری ہے یا قتل کے سبب لیکن اس سے قاتل کا سراغ بالکل نہیں ملتا ۔اس کے باوجود بسا اوقات یہ ظاہر نہیں ہو پاتا ہے کہ ایا یہ قتل ہے یا کہ خودکشی یا طبعی موت(۱) لہٰذا پوسٹ مارتم کرنے میں اگرچہ کچھ فائدے ہیں لیکن اس کا گناہ

اس کے فائدے سے کہیں بڑھ کر ہے۔تو قوانین حکومت کی جبراً تابع داری کے وقت ہی پوسٹ مارٹم جائز ہے جیسا کہ اکثر ملکوں میں ہوتا ہے۔

ا) جو دم گھونٹ کر، ڈوب کر یا جل کر مرے تو اکثر اوقات یہ واضح نہیں ہوتا ہے کہ خود گرا یا کسی نے گرایا، خود گلا گھونٹا یا کسی نے رسی سے گھونٹ کر مار ڈالا بہت سارے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔

غسل میت

غسل میت واجب ہے اگرچہ پانی میں ڈوبی ہوئی میت ہو، فرشتوں یا جنات نے غسل دلایا ہو۔ اگر پانی یا محرم غاسل (غسل دینے والا) کے نہ ملنے یا جلنے یا غاسل پر خوف کھانے کی وجہ سے میت کو غسل دلانا ممکن نہ ہو تو غسل کے عوض تیمم کرائے۔

اقل غسل: میت کے پورے بدن پر کم از کم ایک مرتبہ پانی بہانا ہے یہاں تک کہ غیر ختنہ شدہ میت کے قلفہ کے نیچے پانی پہنچ جائے۔ اگر ممکن نہ ہو تو اسے تیمم کرائے۔ غاسل کو غسلِ میت کی نیت کرنا اور نہ ہی تیمم کی نیت کرنا واجب ہے بلکہ مندوب ہے۔ میت کے ستر گاہ پر نظر ڈالنا اور بغیر حائل کے اس کو چھونا حرام ہے۔ بلاضرورت ستر گاہ کے علاوہ بدن کے دوسرے حصہ کو نہ دیکھنا اور اگر اسے مس کرنا ہو تو حائل کے ساتھ مس کرنا سنت ہے۔ اوندھے منہ لٹانا حرام ہے۔

غسل کا مکمل طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی چھت کے نیچے بند اور خالی جگہ میں باریک قمیص میں ایک چارپائی جیسی اونچی چیز پر چت لٹایا جائے۔ میت کو نہلانے والی جگہ میں ولی، غاسل اور اس کے معاونین (مدد کرنے والے) کے علاوہ دوسرا کوئی داخل نہ

ہو۔ غسل دلانے والے اپنے دائیں ہاتھ کو میت کے گردن کے پیچھے کندھوں پر رکھ کر اس کے پیٹھ کو اپنے دائیں گھٹنے کے بل ٹیک لگا کر بیٹھائے۔ پھر اپنے بائیں ہاتھ کو بار بار اس کے پیٹ پر ہلکے سے پھرائے یہاں تک کہ اس کے پیٹ سے فضلات نکل جائیں پھر پہلے کی طرح چت لٹائے اور اپنے بائیں ہاتھ پر ایک کپڑا لپیٹ کر اس کی شرم گاہ دھوئے۔ اس کے بعد خرقہ کو پھینک کر اپنے ہاتھ کو اچھی طرح صابون وغیرہ سے دھوئے پھر نیا کپڑا لپیٹ کر میت کے دانتوں کو انگشت شہادت سے صاف کرے اس وقت میت کا منہ نہ کھولے جب کہ منہ کے اندر کوئی نجس شئ موجود نہ ہو اور اگر منہ میں نجس موجود ہو تو کھول کر صاف کرے۔ سب سے چھوٹی انگشت سے اس کا نتھنا اور نرم ٹہنی سے ناخن کے نیچے کی گندگی دور کرے۔ پھر اس کو وضو کرائے پھر اس کا سر اور داڑھی دھلے اور چوڑے دانت والی کنگھی لے کر نرمی سے کنگھی کرے۔ کنگھی کرتے وقت جھڑے ہوئے بالوں کو اسی کے کفن میں رکھے تاکہ اسے بھی میت کے ساتھ دفنا دیا جائے۔ وضو کراتے وقت سنتِ غسل کی نیت کرنا ضروری ہے۔

میت کے اگلے حصہ کی طرف پہلے دائیں پھر بائیں بازو پر غسل دیا جائے۔ اس طرح کہ گردن سے شروع کر کے قدموں تک پانی بہائے۔ پھر بائیں بازو پلٹا کر اس کے پچھلے حصہ کی طرف دائیں بازو غسل دیا جائے اس طرح کہ کاندھے سے قدموں تک پانی بہائے پھر دائیں پہلو لٹا کر اس کا بایاں پہلو دھلا جائے۔ ہر مرتبہ بیر کے پتے یا صابون کا استعمال کیا جائے۔(ا) پھر پانی سے اسے دھوئے۔ پھر صاف پانی اسکے

درمیانِ سر سے پیروں تک بہایا جائے۔ یہ غسل اول مکمل ہوا۔

پھر یوں ہی دوسرا اور تیسرا غسل دیا جائے۔ تین بار نہلانے کے باوجود اگر پاکی حاصل نہ ہوتو صفائی ہونے تک طاق عدد سے نہلائے اور ہر مرتبہ پانی میں تھوڑا کافور ملائے۔ اسے آخری مرتبہ پانی میں ملانا سنت مؤکدہ ہے۔ اورحج یا عمرہ کے احرام باندھے ہوئے شخص کے بدن، کفن اور غسل کے پانی میں خوشبو کا استعمال حرام ہے۔ جب غسل مکمل ہوجائے تو میت کے جوڑوں کو نرم کرے اور ملائم کپڑے سے اچھی طرح پونچھے۔

غسل دلانے والے کا امانتدار اور طاہر ہونا سنت ہے تاکہ اگر کوئی خوبی میت میں دیکھے جیسے چہرہ چمک اٹھا یا بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر کوئی بری بات دیکھے جیسے چہرہ کا رنگ سیاہ ہوگیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضاء میں تبدیلی آ گئی تو بغیر مصلحت کے کسی سے نہ کہے۔ اگر کوئی بدمذہب مرا اور اس کی میت میں کوئی خوبی پائے تو اس کا ذکر مسنون نہیں اور اگر اس کا رنگ سیاہ ہوگیا یا اور کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس کو بیان کرنا چاہئے کہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔

غسل دلانے والے کو میت کی طرف سے ادائے غسل ، اس پر نماز جنازہ جائز ہونے کی نیت کرنا، اور اسے اٹھا کر غسل گاہ کی طرف بسم اللہ پڑھ کر لے جانا پھر جب تک اٹھائے رکھے سبحان اللہ کا ورد جاری رکھنا سنت ہے۔ جنبی اور حیض والی عورت کا میت کو نہلانا مکروہ نہیں۔

۱) یہ خیال رہے کہ صابون وغیرہ دور کرنے کے بعد ہی تین کا شمار کیا جائے اور وہ پہلے تین مرتبہ کا غسل حقیقتاً

ایک غسل ہوا۔

کفن کا بیان

مرد و عورت کا کفن کم از کم ایک ایسا کپڑا ہے جو سارے بدن کو ڈھانپ لے، کوئی کپڑا نہ پائے تو چمڑے، پھر گھاس پھس پھر گلی مٹی سے کفنانا واجب ہے۔ مرد کا مکمل کفن تین ایسی چادریں ہیں جن سے تمام بدن چھپ جائے اور عورت کے لئے تہبند، قمیص، دوپٹہ، اور دو چادریں بہتر ہیں۔ پاک کپڑا موجود ہونے کے باوجود ناپاک کپڑے سے جلد ظاہر نہ ہونے والے کپڑے کے موجود ہونے کے باوجود جلد ظاہر ہونے والے کپڑے سے کفنانا کافی نہیں ہوگا۔ ناپاک کپڑے کے سوا دوسرا پاک کپڑا نہ پائے تو عریاں کرکے اس پر جنازہ پڑھیں گے۔ پھر اسی ناپاک کپڑے میں اسے کفنائیں گے۔ محرم کو سلا ہوا کپڑا پہنانا اور سر ڈھانپنا اور محرمہ کا چہرہ ڈھکنا اور اسی طرح دستانے سے ہتھیلی چھپانا بھی حرام ہے۔

کفن سفید، دھلا ہوا، صاف، دراز، ستا، تین بار عُود کی دھونی دیا ہوا حنوط کی خوشبو اور کافور ملا ہوا اور ان میں سے سب سے اوپر والا خوب عمدہ اور کشادہ کپڑے کا ہونا سنت ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے اور پونچھنے کے بعد کفن پر چت لٹایا ~~جائے اس کے سرین کپڑے سے باندھی جائے پھر ہر سوراخ اور مواضع سجود یعنی ماتھے~~ ، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدم پر خوشبو اور کافور ملائی ہوئی روئی رکھی جائے۔ پھر ہر چادر کو بائیں جانب سے داہنی طرف پھر داہنے جانب سے بائیں طرف لپٹا جائے۔ پھر چادروں کو

باندھا جائے۔ جب میت کو قبر میں لٹایا جائے تو کپڑا کی بندش کھول دی جائے۔

بلاضرورت ایک کفن میں دو میتوں کو کفنانا، قرآن کی کچھ آیتیں اور اللہ کے ناموں کو کفن پر اس طور سے لکھنا کہ اس کا اثر باقی رہے حرام ہے البتہ لعاب سے لکھنا حرام نہیں ہے۔ شہید اگر ریشم کا کپڑا نہ پہنا ہو تو اسے اسی کے کپڑے میں کفنائیں گے ورنہ اس کا اتارنا واجب ہے۔

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ کے چھ شرائط ہیں:

۱) مصلی کا حدث اصغر اور اکبر سے پاک ہونا۔

۲) مصلی کا نجاست سے پاک ہونا۔

۳) مصلی کا ستر گاہ چھپانا

۴) مصلی کا قبلہ رخ ہونا۔

۵) میت کا ناپاکی سے پاک ہونا۔

اگر کوئی کنوئیں میں یا سمندر میں یا دیوار کے نیچے دب کر مر گیا ہو اور اسے غسل دلانا اور تیمم کرانا دشوار ہو تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

۶)۔ میت کا امام کی طرح اعتبار کیا جائے۔ اس لئے کھڑے ہونے میں اس سے بھی آگے نہ کھڑے ہو جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک ہی مقام میں کھڑے ہو۔ (ایک مقام

کا مطلب جماعت کے بحث میں گزر چکا ہے)

کفنانے سے پہلے نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ دفن سے پیشتر نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے لیکن قبر پر نماز پڑھنے سے فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ شہر سے غائب میت پر نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے اور نبی کے علاوہ کسی اور شخص کی قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے جب کہ قبر پر نماز جنازہ پڑھنے والا صاحب قبر کی موت کے وقت ادائے فرض کے اہل میں سے تھا یعنی مسلمان، عاقل، بالغ اور طاہر تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے ساتھ مدینہ میں نجاشی بادشاہ حبشہ پر نماز جنازہ پڑھی اسی طرح ایسے شخص کے قبر پر بھی نماز جنازہ پڑھی جو مسجد میں جھاڑو لگایا کرتا تھا۔

نماز جنازہ کے ارکان

ارکان صلوۃ جنازہ سات ہیں:

۱) نیت کرنا، جیسا کہ تمام نمازوں میں کی جاتی ہے۔ میت کے ادنی امتیاز کے سوا میت کی شخصیت کا تعین واجب نہیں۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ میں فرض نماز پڑھتا ہوں اس میت پر یا جس پر یہ امام پڑھتے ہیں یا فلان میت پر۔

۲) کھڑے ہونے پر قدرت رکھنے والے کا کھڑا ہونا۔

۳) تکبیر تحریمہ کے ساتھ چار تکبیریں کہنا۔

۴) سورہ فاتحہ پڑھنا اور اس کا تکبیر اولیٰ کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔

۵) دوسری تکبیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا۔

۶) تیسری تکبیر کے بعد خصوصاً میت کے لئے دعا اخروی کرنا۔

۷) چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرنا۔

کئی اموات پر ایک ہی نماز جنازہ جائز ہے۔ تو من جملہ سب پر نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

نماز جنازہ کی سنتیں

نیت کرنا، تکبیرات میں اپنے دونوں ہاتھوں کو منڈھوں کے مقابل اٹھانا، اور اسے ہر دو تکبیروں کے درمیان اپنے سینہ کے نیچے رکھنا، فاتحہ سے قبل تعوذ (**اعوذ بالله من الشیطان الرحیم**) پڑھنا اور اختتام پر آمین کہنا، محل سجود کی طرف دیکھنا، دعائے افتتاح اور کوئی سورت نہ پڑھنا اور نماز دن میں اداء کی جارہی ہو کہ رات میں قراءت پست آواز سے کرنا سنت ہے۔ مگر امام اور مبلغ تکبیرات اور سلام میں آواز بلند کرے۔ نماز میں سب سے افضل درود، درود ابراہیمی ہے۔ درود کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجے۔ درود و سلام سے پہلے حمد یعنی **الحمد لله رب العالمین** پڑھے اور درود وسلام کے بعد جملہ مؤمنین اور مؤمنات کے واسطے دعاء کرے جو حدیث سے منقول ہے۔ چوتھی تکبیر کے بعد پڑھے۔ **اَللّٰھُمَّ لاَ تَحْرِمْنَا أجْرَہٗ وَ لاَ تَفْتِنَا بَعْدَہٗ وَ اغْفِرْ لَنَا وَ لَہٗ۔** (اے اللہ ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد آزمائش میں نہ ڈال۔ ہمیں اور اسے بخش دے)۔ اس کے بعد چوتھی تکبیر کی دعا کو تیسری تکبیر کے مثل لمبا کرے۔ دونوں بار مکمل سلام پھیرے یعنی کہے: **السلام**

علیکم ورحمة الله و برکاته جنازہ کی نماز جماعت سے پڑھنا اور مسجد میں پڑھنا سنت ہے۔

میت کے لئے دعا

نماز جنازہ میں کم از کم واجب دعا یہ ہے: "اللهم اغفر له" دعاء ماثورہ افضل دعا ہے اور اس میں بہترین یہ ہے: **اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ اعْفُ عَنْہُ وَ عَافِہٖ وَ اَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَ وَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَ اغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَ الثَّلْجِ وَ الْبَرَدِ وَ نَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الأبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَ اَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِنْ دَارِہٖ وَ اَھْلاً خَیْرًا مِّنْ أھْلِہٖ وَ زَوْجًا خَیْرًا مِنْ زَوْجِہٖ وَ اَدْخِلْہُ الْجَنَّةَ وَ اَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِہٖ وَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ۔**

اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما، اس کو معاف کر، اس کو عافیت دے، اس کی اچھی مہمان نوازی کر، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اس کو برف اور ٹھنڈے پانی سے نہلا۔ اس کو گناہوں سے ایسا پاک کر دے جیسا سفید کپڑا گندگی سے پاک کیا جاتا ہے۔ اس کو ایک ایسے گھر سے بدل دے جو اس کے گھر سے بہتر ہو، ایسا رشتہ دار عطا فرما جو اس کے گھر والوں سے بہتر ہو، ایسا جوڑا عطا کر جو اس کے زوج سے بہتر ہو، اسکو جنت میں داخل کر، اور اس کو عذاب قبر اور اس کے فتنہ اور عذاب نار سے بچا۔

مذکورہ دعا کے ساتھ یہ بھی سنت ہے۔ **"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاھِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلٰی**

الإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ"

اے اللہ ہمارے زندوں، مردوں، حاضرین، غائبین، چھوٹوں اور بڑوں، مردوں اورعورتوں کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ، اور جس کو وفات دے اس کو ایمان پر وفات دے۔

نابالغ کے جنازہ میں یہ اضافہ کرے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ فَرَطًا لِأَبَوَيْهِ وَسَلَفًا وَّذُخْرًا وَّعِظَةً وَّاعْتِبَارًا وَشَفِيْعًا وَثَقِّلْ بِهِ مَوَازِيْنَهُمَا وَأَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا وَلَا تَفْتِنْهُمَا بَعْدَهُ وَلَا تَحْرِمْهُمَا اَجْرَهُ۔ اے اللہ اس کو اپنے والدین کے لئے پیشرو اور پیشگی، ذخیرہ، وعظ ونصیحت، اعتبار، اور شفیع بنا اور اس کی وجہ سے اس کے والدین کے اعمال کے وزن کو بڑھا دے اور ان دونوں کے دلوں میں صبر ڈال دے، اور اس کے بعد ان کو آزمائش میں نہ ڈال، اور اس کے ثواب سے ان کو محروم نہ رکھ۔

نماز جنازہ کی جماعت

نماز جنازہ باجماعت پڑھنا سنت ہے۔ نماز جنازہ میں امام ومنفرد کا مرد کے سر کے پاس اور عورت کے کمر کے پاس کھڑا ہونا سنت ہے۔

نماز جنازہ میں تین اور اس سے زیادہ صفیں مسنون ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس پر تین صفوں میں نماز جنازہ پڑھی گئی اس کی مغفرت واجب ہوگئی۔ (ابوداؤد، ترمذی) اس جگہ فضیلت میں تینوں صفیں ایک ہی درجے میں ہیں۔

جنازہ میں امام کی اقتداء

ایک تکبیر میں امام سے پیچھے رہ جانے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک رکعت میں پیچھے رہ جانے کی مانند ہے۔ اگر مقتدی امام سے بلا عذر پیچھے رہا اور امام کے دوسری تکبیر کہنے یا سلام پھیرنے تک بھی پہلی تکبیر نہ کہی تو نماز باطل ہوجائے گی۔ اگر مقتدی قصداً ایک تکبیر میں آگے بڑھ گیا تو نماز باطل نہ ہوگی اگر امام نے پانچ تکبیریں پکاریں تو مقتدی کو تکبیر زائد کی اتباع کرنا مکروہ ہے۔ وہ نیت مفارقت کرلے یا اس کے ساتھ سلام پھیرنے کا انتظار کرے۔ انتظار کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسبوق[۱] اپنی نماز کی ترتیب کا خیال رکھے۔ جب امام دوسری تکبیر کہے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ تکبیر کہے۔ قراءت فاتحہ اس سے ساقط ہوجائے گی اور جب امام سلام پھیر دے تو مسبوق بقیہ تکبیریں اذکار[۲] کے ساتھ لوٹائے۔ مسبوق کی نماز مکمل ہونے تک جنازہ نہ اٹھانا سنت ہے۔ لیکن اگر اٹھا لیا گیا اور قبلہ رو سے منحرف کردیا گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

۱) مسبوق جس کی تکبیر امام کی تکبیر سے پیچھے رہ گئی۔ ۲) تکبیروں کے دعاؤں کو اسکی جگہ پڑھے۔

جنازہ اٹھانا اور اسے رخصت کرنا

میت کو تابوت پر اٹھائے۔ نعش آنے سے قبل جب تک تغیرِ میت کا خوف نہ ہو ذلت آمیز کیفیت جیسے بوری میں ڈال کر ایک ہاتھ اور کاندھا پر اٹھانا حرام ہے۔ ہاں اگر تغیر میت کا خوف ہو تو مذکورہ کیفیت میں میت کو اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے

جیسا کہ بچے کی میت اٹھاتے وقت مذکورہ کیفیت سے اٹھانے میں مطلقاً کوئی حرج نہیں ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ کبھی اسے دولکڑیوں کے درمیان اور کبھی تربیع یعنی آگے دو آدمی اور پیچھے دو آدمی کندھوں پر جنازہ اٹھائیں۔ چلتے وقت میت کا سر راستہ کی سمت میں ہونا، بلا زیادتی کے تیز چلنا اور عورت کی میت کو تابوت میں چھپانا سنت ہے۔

جنازہ کو قبرستان رخصت کرنے کے لئے مردوں کو جانا سنت مؤکدہ ہے نہ کہ عورتوں کو۔ جنازہ کے آگے اتنا قریب رہ کر چلنا افضل ہے کہ اگر منہ موڑ کر دیکھیں تو میت صاف نظر آئے۔ اور جنازہ کے ساتھ بلا عذر سواری پر جانا، آگ لیجانا اگرچہ انگیٹھی ہی کیوں نہ ہو مکروہ ہے جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کا شور وغوغا کے بجائے اپنے دلوں میں فکرِ موت اور اپنی زبانوں پر ذکر خدا کرتے ہوئے جانا سنت ہے۔ جس کے پاس سے جنازہ گزرے اور اگر وہ مسلمان ہے تو اس کو دعا دینا اور اگر میت ذکر خیر کے لائق ہے تو ذکر خیر کرنا سنت ہے۔ اور یہ دعاء پڑھنا سنت ہے۔ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ (پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے اور جس کو کبھی موت نہ آئے گی) اَللّٰہُ اَکْبَرُ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی بات حق ہے) ھٰذَا مَاوَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا (یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے الٰہی ہمارے ایمان وسلامتی میں زیادتی کر)۔

دفن میت

کم از کم اور مکمل قبر:

اقل قبر ایک ایسا گڑھا ہے جو بدبو پھیلنے، درندہ کو میت تک پہنچنے سے روکے اور میت کا جسم قبر کی چھت سے مس ہونے نہ پائے۔ قبر کھودنا مشکل نہ ہو تو اس کو سطح زمین پر رکھنا اور اس کے گرد عمارت قائم کردینا کافی نہیں ہوگا۔ میت کو قبلہ رو لٹانا، اس کو رکھنے کے بعد قبر کو ایسی چیز سے بند کرنا جو اس پر مٹی گرنے سے روکے، پھر اس کے تربت پر مٹی ڈالنا واجب ہے۔

کامل قبر یہ ہے کہ قبر کشادہ رہے گہرائی میں قبر کی مقدار ساڑھے چار ہاتھ ہو۔ زمین سخت ہونے کی صورت میں لحد(۱)، شق(۲) سے بہتر ہے۔ اگر کوئی مصلحت نہ ہو تو مقبرہ غیر مقبرہ سے، دن میں دفنانا رات سے، اور دن میں غیر مکروہ وقت مکروہ وقت سے افضل ہے۔

بوسیدہ ہونے سے پہلے ایک میت کو دوسری میت پر دفنانا، دو مخالف جنس یعنی مرد عورت کو ایک قبر میں دفنانا اگر دونوں کے درمیان رشتہ محرمیت یا زوجیت نہ ہو، حرام ہے۔ بلاضرورت دو مردوں یا دو عورتوں کو ایک قبر میں دفنانا مکروہ ہے۔ حاملہ عورت کو، اس کے جنین کے مردہ ثابت ہونے سے پہلے نہیں دفنائیں گے۔ اگر اس کی زندگی کی امید ہو تو اس کا پیٹ پھاڑنا واجب ہے۔

کوئی کشتی میں مرا اور خشکی تک پہنچنا دشوار ہو تو دو تختوں کے درمیان باندھ کر سمندر میں ڈال دیا جائے تاکہ جب سمندر اسے ساحل پر اُگل دے تو کوئی مسلمان اسے دفنادے۔ یا کسی وزنی پتھر سے باندھ کر سمندر میں ڈوبنے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

۱) بغلی قبر۔ ۲) بالکل سیدھی، گٹر نما مربع قبر۔

دفن کے آداب

سنت یہ ہے کہ دفن کے وقت میت کو کپڑے سے ڈھک دے، جنازہ کو قبر کے پائینتی میں رکھے، تابوت سے سر کی جانب سے نکالے، دفن کرنے والا بِسۡمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ کہے، قبر میں اتارنے والے طاق عدد ہوں، اسے دائیں پہلو لٹائیں، اس کے دائیں رخسار کا کفن ہٹانے کے بعد مٹی پر رکھیں، اس کا سر کچی اینٹ پر اٹھا کر رکھیں، چہرہ اور پاؤں قبر کی دیوار سے لگائیں اور پیٹھ کے پیچھے کوئی چیز رکھ دیں پھر قبر کا منہ بند کر دینے کے بعد جنازہ میں موجود حضرات قبر کی مٹی اپنے ہاتھوں میں لیکر میت کے سر کے جانب سے تین بار ڈالے اور قبر کے کنارے کھڑے رہنے والے کو مٹی ڈالنا سنت آکد ہے۔ پہلی مشت ڈالتے وقت مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ (اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا)۔ دوسری مرتبہ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ (اور اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے) تیسری مرتبہ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ نکالیں گے) کہے۔

قبر کو ایک بالشت (۱) بلند کرنا بھی مستحب ہے۔ قبر کو ہموار کرنا کوہان نما کرنے سے بہتر ہے۔ تربت پر پانی چھڑکے، ٹھنڈا پانی ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ اس پر کھجور کی سبز ٹہنی جیسی چیزوں کو نصب کرے، سر کے پاس ایک پتھر اور پائینتی کے پاس ایک پتھر رکھے، دفن کی تکمیل کے بعد تلقین، دعاء اور اس کے ثابت قدمی کا سوال (یعنی دعاء تثبیت پڑھتے ہوئے) کرتے ہوئے کچھ دیر ٹھہرا رہے۔ اور مدفن میں رشتہ دار اکٹھا ہوں یہ مستحب ہے۔

۱) تا کہ زائرین پہچان کر زیارت کرے احترام کرے۔

تلقین میت

دفن مکمل ہونے کے بعد بالغ (۱) میت کی تلقین کرنا سنت ہے اگر چہ شہید ہو، تلقین کرنے والا میت کے چہرے کی طرف رخ کر کے بیٹھے اور حاضرین کھڑے رہیں تلقین کرنے والا کہے: یَا عَبۡدَ اللّٰهِ ابۡنِ اَمَةِ اللّٰهِ اُذۡكُرِ الۡعَهۡدَ الَّذِىۡ خَرَجۡتَ عَلَيۡهِ مِنَ الدُّنۡيَا شَهَادَةً اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوۡلُ اللّٰهِ وَاَنَّ الۡجَنَّةَ حَقٌّ وَّاَنَّ النَّارَ حَقٌّ وَّاَنَّ الۡبَعۡثَ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيۡبَ فِيۡهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبۡعَثُ مَنۡ فِى الۡقُبُوۡرِ وَاَنَّكَ رَضِيۡتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالۡاِسۡلَامِ دِيۡنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيًّا وَّبِالۡقُرۡاٰنِ اِمَامًا وَّبِالۡكَعۡبَةِ قِبۡلَةً وَّبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِخۡوَانًا رَبِّىَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِيۡمِ۔ کلماتِ تلقین کو تین مرتبہ دہرانا مسنون ہے۔

ترجمہ: "اے اللہ کے بندے! اے خدا کی بندی کے بیٹے! یاد کرو اس عہد کو جس کے ساتھ تم دنیا سے نکلے۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور بے شک دوزخ حق ہے اور بے شک بعثت حق اور قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے یقینا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوبارہ اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں۔ بے شک تو نے خدا کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی اور رسول اور قرآن کو امام اور کعبہ کو قبلہ اور ایمان والوں کو بھائی بنانا پسند کیا۔ میرا رب اللہ

ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا رب ہے"۔
ا) نابالغ کو تلقین کرنا سنت نہیں۔

تجہیزِ میت کے حق دار

لوگوں میں قرب المرگ کو تلقین کرنے والا بہتر شخص وہ ہے جس کے بارے میں بدگمانی نہ کی جاتی ہو اور وارث، دشمن اور حاسد ایسے لوگ ہیں جن کے بارے میں بد گمانی کی جاتی ہے۔ مرنے کے فوراً بعد میت کی آنکھیں بند کرنے اور اس سے متعلق سارا کام کرنے کے لئے بہتر مہربان محرم یا زوجین میں سے کوئی ایک ہے۔ مرد کا مرد کو نہلانا بہتر ہے ان میں سے بہتر وہ ہے جو نماز پڑھانے کے لئے بہتر ہو۔ پھر اجنبی مرد، پھر بیوی پھر محرم عورتیں۔ عورت کا عورت کو غسل دلانا بہتر ہے۔ ان میں سے قرابت دار عورتیں بہتر ہیں۔ پھر اجنبی عورتیں پھر شوہر پھر محارم مرد۔ کافر، قاتل، دشمن، فاسق اور بچہ کو اس معاملہ میں آگے نہیں بڑھایا نہیں جائے گا۔

لوگوں میں امامت کے اعتبار سے بہتر میت کا باپ پھر دادا، پھر بیٹا پھر پوتا، پھر بھائی، پھر بھائی کا بیٹا پھر چچا، پھر چچا کا بیٹا ہے۔ فاسق، بدعتی اور قاتل کو امامت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جنازہ کو مرد ہی اٹھائے عورتوں کو اٹھانا مکروہ ہے۔ دفن کرنا بھی مردوں کا کام ہے۔ ان میں سے بہتر شوہر ہے۔ پھر جو نماز میں بہتر ہو۔ میت کو تلقین کرنے والا دیندار اور نیک رشتہ دار بہتر ہے اور ان سب کی عدم موجودگی میں کوئی دوسرا بہتر ہے۔

اگر ایک ہی رتبہ والے کئی وارثین جمع ہو گئے تو ان میں سے زیادہ فقہ جاننے والے

برکاتِ شافعی   حصہ سوم

سے عمر والے کو نماز میں مقدم کیا جائے اور غسل اور دفن میں عمر والے سے زیادہ فقہ جاننے والے کو فوقیت دی جائے گی۔ اگر دو ہم رتبہ شخصوں کے درمیان اختلاف ہو جائے تو قرعہ اندازی کر کے فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر کئی جنازے حاضر ہوں تو الگ الگ نماز پڑھنا بہتر ہے اور ان تمام جنازوں پر ایک نماز بھی کافی ہے۔ جب کئی جنازے ایک ساتھ ہوں اور امامت کے سلسلے میں اولیاء کے درمیان اَن بن ہو جائے تو جس کے نام سے قرعہ نکلے گا وہی امامت کرے ورنہ جو جنازہ پہلے لایا گیا اس کا ولی امامت کرے۔

تجہیز میت کا دوبارہ کرنا

قرب المرگ کو ایک مرتبہ کلمہ شہادت کی تلقین کرنا سنت ہے۔ تو جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں ورنہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر تلقین کا اعادہ کریں۔ اسی طرح اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں تا کہ اس کا آخری کلام **لا الہ الا اللہ** ہو۔ اسباب حدث میں سے کسی شیٔ کے وقوع سے میت کی طہارت نہیں ٹوٹتی۔ پس اس کو دوبارہ غسل نہیں دیا جائے گا ہاں اگر اس کے غسل کے بعد نجاست نکلے تو دفنانے سے قبل اس کا ازالہ واجب ہے۔ اگر مسلسل نکلتا رہے تو اس کا غسل اور اس کی نماز سلسِ بول والے مریض کی طرح درست ہے۔ نماز جنازہ کی تکرار سنت ہے (ایسی میت پر نماز جنازہ پڑھنا سنت

ہے جس پر نماز جنازہ پڑھی جا چکی ہو) اس صورت میں وہ نماز فرض کی قائم مقام ہوگی۔ جب کہ ایک مرتبہ کسی میت پر نماز جنازہ پڑھے ہوئے شخص کا دوسری مرتبہ اسی میت پر نماز جنازہ نہ پڑھنا سنت ہے۔ اور اس صورت میں دوسری مرتبہ پڑھی ہوئی نماز جنازہ نفل بن کر ادا ہوگی۔

میت کے دفن سے قبل اور بعد کفن چوری یا بوسیدہ ہونے کے سبب وہ بلا کفن معلوم ہو تو اس کا دوبارہ کفنانا واجب ہے۔ اگر قبر ڈھادی گئی تو ولی کو اسی حالت پر چھوڑنے یا مرمت کرنے اور منتقل کرنے میں اختیار ہے۔ اگر درندہ کا یا قبر سے بدبو باہر آنے کا خوف ہو تو اس کی مرمت یا نقل مکانی واجب ہے۔

عمارت قبر

محترم قبر پر پائخانہ کرنا حرام ہے۔ قبر کے قریب پائخانہ کرنا، قبر کو روندنا، بوسیدہ ہونے سے قبل بلا ضرورت اس پر بیٹھنا، اس پر کچھ لکھنا مکروہ ہے ۔یوں ہی قبر پر سائباں بنانا سوائے پڑھنے جیسے کسی مصلحت کے مکروہ ہے۔ اور تنہا مقبرہ پر رات گزارنا، بلا حاجت کفار کی قبر پر ٹھہرنا مکروہ ہے۔ یوں ہی اپنی ملکیت کی تربت تعمیر کرنا مکروہ ہے جبکہ قبر کھودنے (کفن چورنے) والے یا درندے یا سیلاب سے بچانے کی جیسی ضرورت نہ ہو۔ شہر کے قبرستان یا وقف کردہ جگہ پر عمارت بنانا حرام ہے۔ بعض فقہاء نے انبیاء، شہداء، اور صلحاء کی قبروں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ ان پر عمارت یا گنبد بنائی

جاسکتی ہے تاکہ زیارت وتبرک کا سلسلہ قائم رہے۔

میت پر آہ، بکا (رونا) کرنا

ہر مصیبت، خاص کر قریبی رشتہ دار کی موت کی مصیبت پر صبر کرنا سنت ہے۔ بے شک اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ اس نے لیا اور جو کچھ اس نے دیا۔ اس کے پاس ہر چیز کا ایک خاص وقت ہے۔ جب کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ملے تو پڑھے: **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون**۔ (بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف پلٹنا ہے)۔

ندب (یعنی مردے کی حالت بیان کر کے رونا)، **نوح** (ندب کے ساتھ آواز بلند کرنا)، **اللطم** (رخسار پر مار کر ماتم کرنا)۔ سینہ پیٹنا، کپڑا پھاڑنا، بال بکھیرنا، مسلمان کا لباس تبدیل کرنا اور بے رائج شدہ کپڑا پہننا حرام ہے۔ میت کے فخریہ حالات کو روئے بغیر بلند آواز سے بیان کرنا مکروہ ہے۔ میت کا ذکرِ خیر اور اس کی وفات کا اعلان کرنا سنت ہے تاکہ لوگ کثرت سے نماز کے لئے اکھٹے ہوں۔

وفات سے قبل یا بعد بغیر آواز آنسوں بہانا جائز ہے۔ اگر موت سے قبل چیخ، چلائے بغیر روئے تو مباح ہے لیکن جان کنی کے وقت نہ رونا بہتر ہے۔ اور موت کے بعد اگر اس کے غلبہ کی وجہ سے ہے تو جائز ہے۔ یا بے تابی کی وجہ سے ہے تو حرام ہے۔ یا اس کا احسان فوت ہونے کی وجہ سے ہو تو مکروہ ہے یا کسی عالم یا مرد صالح کی موت پر علم وبرکت کے فوت ہونے کی وجہ سے رونا مستحب ہے۔ حد سے

بڑھ کر چیخ چلا کر رونا حرام ہے۔

غیر محرم کے لئے عورت کی میت کے چہرہ کو بوسہ دینا حرام ہے۔ اہل میت اور اس کے دوستوں کے لئے میت کے چہرہ پر بوسہ دینا جائز ہے۔ ان کے علاوہ کے لئے خلاف اولیٰ ہے۔ اگر میت صالح ونیک ہوتو ہر ایک کے لئے (جس کو میت کو دیکھنا اور چھونا جائز ہے) تبرکاً بوسہ دینا سنت ہے۔

تعزیت

وفات کے تین روز تک میت کے قرابت داروں کی تعزیت کرنا سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مصیبت زدہ کو تسلی دی اس کے لئے اس کے مثل اجر ہے (ترمذی)۔ تعزیت مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین اور جزع وفزع سے روکنے کو کہتے ہیں۔ مسلمان میت کی مغفرت اور مصیبت زدہ کے رنج والم کی تلافی کے لئے دعا کرے۔ ہر پسماندگان سے مصافحہ کرتے ہوئے کہے: أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَائَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ۔ (اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو بڑھائے تمہارے صبر پر اچھا بدلہ دے اور تمہاری میت کی بخشش فرمائے۔ تعزیت کا جواب دینا مسنون ہے کہے: جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَتَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْكَ۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر بدلہ دے اور تمہاری طرف سے قبول فرمائے۔)

غائب اور معذور حاضر بذریعہ خط وکتابت تعزیت کرسکتا ہے۔ فاسق، بدعتی کی

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

تعزیت مکروہ ہے یوں ہی موت کے تین دن کے بعد تعزیت کرنا اور میت کے اعزہ واقربیاء کا گھر میں اس لئے بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کے لئے آئیں یہ سب مکروہ ہے۔ میت کے اعزہ اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کا میت کی جانب سے بطور صدقہ نیک لوگوں اور فقراء کو کھانا کھلانا سنت ہے جب کہ بطور غم اور نوحہ کے مکروہ ہے۔ اہل میت کے پڑوسی اس کے شناسائی اور دور کے رشتہ داروں کو سنت ہے کہ میت کے گھر والوں کے لئے اس دن اور رات کے لئے کھانا بنائیں اور انہیں اصرار کرکے کھلائیں۔

قبروں کی زیارت

مردوں کے لئے زیارت قبور مسنون ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے اگر فتنہ کا خوف ہوتو حرام ہے۔ ہاں عورتوں کے لئے نبی کریم ﷺ کے روضہ کی زیارت مسنون ہے بعض فقہاء کے قول کے مطابق تمام انبیاء کرام، علماء اور اولیاء کے قبور کی زیارت مسنون ہے بشرطیکہ عورتیں باپردہ سواری پر ہوں ورنہ بغیر خوشبو ملے اور بغیر سنگھارے نکلنے والی بوڑھی کے علاوہ عورتوں کے لئے زیارت قبر انبیاء واولیاء وعلماء سنت نہیں ہے۔

باوضو ہوکر زیارت کنندہ کا قبرستان میں پہلے قبر کے پاس عمومی سلام "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ" پھر خصوصی مثلاً اپنے والدین کی قبر کے پاس پہنچنے پر السَّلام عَلَيْكَ يا وَالِدِىْ کہنا مسنون ہے۔ جتنا قرآن میسر آئے اتنا پڑھنا اس کے بعد دعا کرنا، بوقت سلام میت کے چہرہ کی طرف اور بوقت دعا قبلہ رو ہونا مسنون ہے۔ کثرت سے زیارت کرنا، صلحاء اور صاحب فضیلت کی

قبر کے پاس زیادہ دیر ٹھہرنا مندوب ہے۔

ادب کا لحاظ رکھنا سنت ہے جیسا کہ اس کے پاس اس کی زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر کھڑا رہتا تھا رہے۔ قبر یا قبر پر موجود کسی چیز کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چومنا مکروہ ہے۔ بعض علماء نے بوسہ لینے کو مستحب قرار دیا ہے جب کہ وہ صاحب تربت ولی ہو اور چومنے والا بوسہ سے برکت حاصل کرنے کا قصد کیا ہو۔

جڑواں اور مشتبہ کا کفن دفن

آپس میں اگر چپٹے ہوئے دو جڑواں شخص میں سے کوئی ایک وفات پا جائے تو ان میں سے دوسرا زندہ شخص کو تکلیف پہنچائے بغیر جدا کرنا ممکن ہو تو جدا کرنا واجب ہے اور اگر جدائیگی میں دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خوف ہو تو دفن کے علاوہ ساری کاروائی کریں گے اور خود سے الگ ہو جانے پر اس کا دفنانا واجب ہے۔ اگر سیامس جڑواں ایک ساتھ مرے اور دونوں ہم جنس ہو تو ساتھ ساتھ تجہیز و تکفین کریں گے اور اگر مختلف جنس ہو، اور جدا کرنا ممکن ہو تو علاحدہ کریں گے اور اگر الگ کرنا ممکن نہ ہو تو جیسا ممکن ہو کریں۔

اگر مسلمان اور کافر کی لاشوں میں شبہ ہوا تو سبھوں کو غسل دینا، کفنانا، ان پر من جملہ نماز پڑھنا اور مسلمان وکافر کے قبرستان کے علاوہ جگہ دفنانا واجب ہے۔ ان پر نماز جنازہ پڑھتے وقت ان میں سے مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھنے کی نیت کرتے ہوئے جمیع پر ایک ہی وقت نماز پڑھنا افضل ہے۔ اس وقت میت کے لئے یوں

دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ مِنْھُمْ۔ (اے اللہ ان میں سے مسلمانوں کو بخش دے)۔ اس صورت میں ہر ایک پر علاحدہ علاحدہ بھی نماز جائز ہے لیکن نیت ایسی کریں کہ اگر یہ مسلمان ہے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کی نیت میں نے کی۔ اور میت کے لئے دعا کرتے وقت یوں دعا کرے کہ۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اِنْ کَانَ مُسْلِماً۔ اے اللہ اگر یہ مسلمان تھا تو اسے بخش دے۔

کفار کے جنازے

اگر ذمی کافر کے اسلام قبول کرنے کی امید ہو یا ذمی کافر قریبی رشتہ دار ہو تو عیادت کرنا سنت ہے ورنہ جائز ہے۔ اگر وہ اپنی زندگی میں کسی مسلمان کو دکھ نہیں پہنچانے والا ہے تو اس کی شفاء یابی کے لئے دعا کرے۔ جب موت کا وقت قریب آئے تو کافر کو کلمہ شہادتین کی تلقین کرنا واجب ہے جب کہ اس کے اسلام لانے کی امید ہو اگر امید نہ ہو تو مسنون ہے۔

مطلقا (ذمی یا حربی) کافر کو غسل دینا جائز ہے جبکہ اس پر نماز پڑھنا حرام ہے۔ غیر حربی اور مرتد کو کفن دفن کر نا واجب ہے۔ غیر حربی اور غیر مرتد کافر کی میت کو دفنانا کفنانا واجب ہے۔ اگر غیر حربی اور غیر مرتد کے جسم کا کوئی عضو پایا تو اس کا ستر کرنا اور دفن کرنا واجب ہے۔ کافر کے جنازہ کے ساتھ چلنا یا اس کی قبر کی زیارت کرنا حرام ہے۔ اور اگر کافر کسی مسلمان کا قریبی رشتہ دار ہو یا کافر کے جنازہ میں چلنے یا زیارت کرنے سے دوسروں کے اسلام قبول کرنے کی امید ہو تو کافر کے جنازہ کے ساتھ

چلنا اور زیارت کرنا حرام نہیں ۔اور کافر پر سلامتی بھیجنا جائز نہیں ہے یوں ہی اس کے لئے بخشش کی دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

کافر کی قبر کو روندنا مکروہ نہیں ہے۔لیکن ذمی کافر کے قبر کو روندنے سے بچنا چاہیئے تا کہ اس کے ساتھیوں کو دکھ نہ پہنچے۔مسلمان کا ذمی کافر اور ذمی کافر کا مسلمانوں کی تعزیت کرنا سنت ہے۔اسی طرح اگر اس کا قریبی تھا تو مسلمان کا ذمی کافر کی تعزیت کرنا مسنون ہے۔اگر قریبی نہیں تھا تو مباح ہے۔حربی کافر کی تعزیت کرنا مکروہ ہے مگر جب اس کے اسلام لانے کی توقع ہو تو سنت ہے۔

میت کو نقل کرنا

میت کو اس کے وفات یافتہ شہر سے دوسرے شہر کی طرف بغیر ضرورت منتقل کرنا حرام ہے۔ہاں اگر شرعی ضرورت ہو تو جائز ہے مثلا سیلاب یا دشمن کے خوف کے سبب نقل کرنا ۔ہاں اگر مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ یا بیت المقدس یا صلحاء اور نیک لوگوں کے مزارات کی طرف منتقل کرنا ہو تو اس وقت مسنون ہے جبکہ مذکورہ تمام مقدس جگہ وفات یافتہ شہر سے قریب ہو اور میت میں تغییر وتبدیلی آنے کا خوف نہ ہو۔میت کے نہلانے اور اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد جہاں دفنانا جائز ہے منتقل کریں گے۔اور اگر ایک شہر میں کئی قبرستان ہوں تو جس قبرستان میں چاہے دفنائے۔مسلمان کو کفار کے قبرستان میں اور نہ کفار کو مسلمان کے قبرستان میں دفنائے۔مسلمان سے حمل قرار پائی ہوئی کافرہ کو مسلم اور کافر کے قبرستان کے علاوہ جگہ میں دفنائے۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

قبر کی کھدائی

میت کے بوسیدہ ہونے سے قبل قبر کھولنا حرام ہے مگر بعض اوقات کھولنا واجب ہوتا ہے کبھی جائز وہ اوقات مندرجہ ذیل ہیں

مندرجہ ذیل صورتوں میں بطور واجب کھولے

۱) بغیر طہارت دفن کی گئی ہو تو غسل دلانے کے لئے قبر کھولے۔

۲) میت قبلہ رو دفن نہ کی گئی ہو تو قبلہ رو دفن کرنے کے لئے قبر کھولے۔

۳) مذکر یا مؤنث کی صفات میں سے کسی صفت کو پہچاننے کے لئے مجبور ہونے پر قبر کھولی جائے (۱)۔مذکورہ بالا تین صورتوں میں قبر کھولنے کے لئے یہ شرط لگائی جائے گی کہ میت میں ایسا تغیر نہ ہو جس سے مقصد حاصل نہ ہو سکے۔ اور مذکورہ ذیل تین صورتوں میں تغیر کے باوجود قبر کھولی جائے گی۔

۴) غصب کردہ زمین میں میت دفن کی گئی ہو اور زمین کا مالک نکالنے کا مطالبہ کر رہا ہو تو قبر کھولی جائے۔

۵) قبر میں گرے ہوئے مال کو نکالنے کے لئے قبر کھولے۔

۶) میت کے پیٹ میں جنین کے زندہ رہنے کی امید ہو تو قبر کھولے۔

اسباب جواز یہ ہیں:

۱) میت کو سیلاب یا تری سے بچانے کے لئے قبر کھولے۔

(۱) اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی کو اس طرح طلاق دیا کہ اگر تم سے لڑکا پیدا ہو تو تم پر طلاق، اس عورت سے بچہ جنا اور مر گیا لیکن دفن کے وقت اس کے لڑکا یا لڑکی ہونے کا علم نہ ہوا اور تغیر نہ ہوئی ہو تو قبر کھولنا واجب ہے۔

اھم مسائل

نماز جنازہ میں سجدہ سہو کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ تابوت اور میت کے پاس بھیڑ لگانا بدعت مکروہ ہے۔ مطلقاً مسجد کے اندر نماز جنازہ میں تابوت کو ڈھانپنے میں یا خارج مسجد تابوت کو کیل لگائے بغیر ستر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر کسی جگہ مرد موجود ہو (خواہ ممیز بچہ ہی کیوں نہ ہو) تو عورتوں اور ہجڑوں کے نماز جنازہ پڑھنے سے فرضیت ساقط نہیں ہوگی لیکن عورتوں اور ہجڑوں کے سوا کوئی موجود نہ ہو تو عورتوں پر نماز جنازہ واجب ہے اور ایسی صورت میں عورتوں اور ہجڑوں کی نماز سے فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

اوقات مبارکہ جیسے یوم عرفہ، عید، عاشوراء، اور شب و روز جمعہ میں مرنے والے پر نماز پڑھنا سنت مؤکدہ ہے تاکہ برکت حاصل ہو جائے۔ اگر کسی نے

روئے زمین میں آج مرے ہوئے اور نہلائے ہوئے مسلمان میت پر نماز جنازہ پڑھی تو یہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے۔ زوجین کا ایک دوسرے کو غسل دلانا اسی طرح سے بلا شہوت ایک دوسرے کے ستر گاہ کے سوا دوسری جگہ کا مس کرنا اور دیکھنا جائز ہے۔ اگر شہوت سے ہو تو حرام ہے۔ رہی بات ستر گاہ کی تو مطلقاً بلا حائل چھونا حرام ہے لیکن بغیر شہوت دیکھنا جائز ہے۔

زکاۃ

زکات یہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس کا وجوب قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اسے ضروریات دین میں شمار کیا جاتا ہے۔ چنانچہ وجوبِ زکوۃ کا منکر کافر ہے۔ زکوۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا جائے گا۔

زکات کی دو قسمیں ہیں: مالی اور بدنی۔

مذکورہ ذیل آٹھ چیزوں میں سے کسی ایک کا نصاب پورا ہونے سے اس مال کے آزاد، مسلمان مالک پر (مال کی) زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔ وہ آٹھ چیزیں: سونا، چاندی، غلہ، کھجور، انگور، اونٹ، گائے اور بکری ہے۔

بیت المال کے مال میں زکوت واجب نہیں یوں ہی فقراء و مساجد جیسی عام

جہتوں پر وقف کردہ مال میں زکوۃ نہیں ہے کیوں کہ ان موقوف شدہ اشیاء کا مالک متعین نہیں ہے۔شخص معین پر وقف کردہ مال میں نصاب پورا ہوجائے تو زکوت واجب ہے جیسا کہ کسی نے زید کے لئے کسی مال کو وقف کردیا تو اس مال کی منفعت پر زکوت واجب ہے یوں ہی اولا دزید جیسے محدود افراد پر وقف کردہ مال کی منفعت میں زکوت واجب ہوجاتی ہے۔اور کرایہ پر لی گئی زمین کی پیداوار میں زکات واجب ہے۔

اگر دو آدمی شرکہ شیوع[۱] یا شرکہ جوار[۲] کے ذریعہ کسی مال کے نصاب میں شریک بن گئے یا نصاب سے کم مقدار میں شریک بن گئے حالانکہ دونوں میں سے ایک کے پاس مکمل نصاب ہوتو زکات دینے کے معاملے میں دونوں ایک آدمی کے مانند ہیں یعنی دونوں کو زکات نکالنا چاہیئے۔

۱) شرکہ شیوع جس میں ایک دوسرے کا مال الگ نہیں ہوگا بلکہ مخلوط ہوگا مثلا دونوں وراثت یا خریدی سے اس مال کے مالک بن گئے ہوں۔ ۲) شرکہ جوار جس میں ہرایک کے مال دوسرے کے مال سے الگ ہوگا لیکن دونوں مال میں صرف مخلوطیت پائی جائے گی۔

نقدین کی زکات

سونے اور چاندی میں زکوۃ واجب ہونے کی شرط نصاب کی تکمیل اور سال کا گزرجانا ہے۔سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے۔ایک

مثقال: ۲۵، ۴رگرام وزن کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے سونے کا نصاب تقریباً ۸۵رگرام ہوگا (۲۵x۲۰=۸۵، ۴) اور ایک درہم کا وزن ۹۷۵، ۲ گرام ہوتا ہے تو چاندی کا نصاب تقریباً ۵۹۵ گرام ہوگا (۵۹۵:۹۷۵x۲۰۰، ۲) نصاب سے جو کچھ زیادہ ہو اس میں بھی زکات ہے اس میں کسی قسم کی معافی نہیں ہے۔ان دونوں میں ڈھائی فیصد % ½ 2 زکات واجب ہے۔اس حساب سے سونے میں واجب زکوۃ ۱۲۵۔۲ گرام اور چاندی میں ۸۷۵، ۱۴ گرام ہے۔اگر سال مکمل ہونے سے پہلے ہی ملکیت زائل ہوجائے تو حول (یعنی سال کا گزرنا) منقطع ہوجاتا ہے لیکن قرض دینے سے حول منقطع نہیں ہوتا ہے۔میعادی قرض دیا اور سالِ مکمل ہونے پر قبضہ بھی ہوگیا تو قرض دہندہ پر زکات واجب ہے اور اگر سال بھر تک قبضہ نہ ہوسکا تو زکوۃ واجب نہیں۔ پھر جب مال پر قبضہ ہوجائے تو سالہائے گذشتہ کی بھی زکوۃ واجب ہے۔

اسی طرح مدیون پر بھی زکات واجب ہے جب کہ اس کے پاس قرضالیا ہوا مال ایک سال مکمل موجود ہو۔ جائز زیورات پر زکوۃ نہیں ہے جب کہ اس سے مال جمع کرنے کی نیت نہ ہو، ایسے چاندی، سونا پر بھی زکوۃ نہیں جو سال بھر ملک میں نہ رہتا ہو جیسا کہ زیورات کے دکاندار۔اور نصاب سے کم نقدین (سونا، چاندی) میں ایک دوسرے کو ملاکر نصاب کی تکمیل نہیں کی جائے گی بلکہ ایک ہی جنس کے دونوع کو ایک دوسرے میں ملاکر نصاب کی کمی کو پورا کیا جائے گا۔

کان اور دفینہ کی زکوۃ

جومعدن (دھات) سے سونا یا چاندی نکالے اور وہ نصاب کو پہنچے تو اس پر ڈھائی فیصد ۵۰،۲٪ (2 ½ %) اور رکاز(۱) (دفینہ) میں خمس یعنی پانچواں ۲۰٪ حصہ زکات ہے۔ دونوں کا استعمال زکوۃ کے مصرف میں ہوتا ہے۔ کان اور دفینہ کی زکات میں سال گزرنے کی شرط نہیں لگائی جاتی۔

(۱) وہ خزانہ جو زمانہ جاہلیت میں دفنایا گیا تھا۔

کھیتی اور پھلوں کی زکوۃ

خوردنی غلہ جیسے گندم، چاول، جوار اور پھلوں میں کھجور انگور وغیرہ میں زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ اس کا نصاب تین سو صاع ہے۔ پھلوں میں نصاب کا شمار خشک کھجور اور خشک انگور میں کیا جاتا ہے۔ اگر وہ چھوہارا یا کشمش بن جائے ورنہ تر کھجور اور انگور میں۔ اور چاول، گیہوں جیسی بھوسہ اور چھلکے کے ساتھ نہ کھائے جانے والے غلہ میں نصاب کا حساب بھوسہ اور چھلکا اتارنے کے بعد چھ سو صاع ہے۔ اس میں اگر بغیر لاگت سیراب کیا گیا ہو تو عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے ورنہ بیسواں حصہ۔ (ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد کا وزن ۸۰۰ ملی لٹر ہے تو ایک صاع ۲۰۰، ۳ لیٹر ہوا۔ چھلکے والے غلہ کا نصاب ۱۹۲۰ لیٹر اور بغیر چھلکے والے غلہ کا ۹۶۰ لیٹر ہوتا ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو کھیت بارش یا چشمے یا نہر کے پانی سے سیراب کیا جائے اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے۔ اور جس کھیت میں پانی خرید کر آبپاشی کی گئی ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے۔ (بخاری)۔

نصاب کی تکمیل کے لئے دو فصلوں کو ملائیں گے بشرطیکہ ان دونوں کی کٹائی بارہ قمری مہینوں کے اندر ہو۔ ایک جنس کو دوسرے جنس جیسے گندم کو چاول سے کھجور کو انگور سے نہیں ملائینگے بلکہ ایک نوع کو دوسرے نوع میں تکمیلِ نصاب کے لئے جیسے شامی گیہوں کو مصری گیہوں سے ملائینگے۔ وجوب زکات کا وقت پھلوں میں پھل کے پختہ ہونے پر اور غلہ میں دانہ سخت ہونے پر ہے۔ کٹائی اور پامالی کا خرچ مالکِ زراعت پر ہے نہ کہ زکات کے مال سے۔

جانوروں کی زکاۃ

مویشی جانوروں میں صرف اونٹ، گائے، اور بکری پر تین شرائط کے ساتھ زکات واجب ہے۔

۱) سال گزرنے پر مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہو۔ لیکن سال گزرنے پر نصاب سے بچہ پیدا ہونے سے اس کی بھی زکات دی جائے گی (یعنی بچے کا سال گزرنا شرط نہیں)۔

۲) مویشی سال بھر چرنے والے ہوں۔ اگر مالک نے اتنے دن تک چارا ڈالا کہ جن میں اس کے چرے بغیر جانور زندہ نہیں رہ سکتے ہوں تو زکات واجب نہیں ہے۔ مثلاً تین دن تک چارا ڈالا حالانکہ ان تین دنوں تک کھائے بغیر جانور زندہ نہیں رہ سکتے ہوں۔

۳) جن سے خدمت نہ لی جاتی ہو۔

بکری: اس میں نصاب کی ابتداء چالیس بکریاں ہیں۔ چالیس سے کم بکریوں میں زکوت واجب نہیں۔ چالیس بکریوں میں ایک بکری دینا واجب ہے۔ اور ایک سو اکیس

بکریوں میں دو بکریاں دینا واجب ہے۔ دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو میں ایک بکری دی جائے۔

نصاب	کیفیت	بکری
۴۰	--	۱
۱۲۱	--	۲
۲۰۱	--	۳
۴۰۰	۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰	۴
۵۰۰	۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰	۵
۶۰۰	۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰+۱۰۰	۶

گائے: گائے کا نصاب تیس سے شروع ہوجاتا ہے۔ تیس گائے میں ایک تبیع یعنی سال بھر کا بچھڑا اور چالیس ہوں تو ایک مسنہ یعنی دو سال کا بچھڑا۔ پھر ہر تیس میں ایک تبیع اور ہر چالیس میں ایک مسنہ ہے۔ مثلا

نصاب	کیفیت	زکوٰت
۳۰		ایک تبیع (ایک سال کے ایک بچھڑا)
۴۰		ایک مسنہ (دو سال کی بچھیا)
۶۰	۳۰+۳۰	دو تبیع (ایک سال کے دو بچھڑے)
۷۰	۴۰+۳۰	ایک تبیع ،اوور ایک مسنہ (دو سال کی بچھیا)
۸۰	۴۰+۴۰	دو مسنہ
۹۰	۳۰+۳۰+۳۰	تین تبیع
۱۰۰	۴۰+۳۰+۳۰	دو تبیع اور ایک مسنہ
۱۱۰	۴۰+۴۰+۳۰	ایک تبیع اور دو مسنہ
۱۲۰	۴۰+۴۰+۴۰	تین مسنہ
۱۳۰	۴۰+۳۰+۳۰+۳۰	تین تبیع اور ایک مسنہ

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

اونٹ: اونٹ کا نصاب پانچ سے شروع ہوتا ہے۔ پانچ اونٹوں میں ایک بکری پھر پانچ سے پچیس تک ہر پانچ میں ایک ایک بکری کے حساب سے دے یعنی دس اونٹوں میں دو بکری، ۱۵ میں تین۔ گائے اور بکری کی طرح اونٹوں میں بھی وقص ہے یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری دیں گے، چھ میں بھی ایک ہی بکری، سات میں ایک ہی بکری یوں ہی نو میں ایک ہی بکری یعنی چھ سے نو تک کی تعداد کو وقص کہتے ہیں وقص میں زکوت نہیں۔ یہ ہر دو نصاب کے درمیان رہتا ہے۔ پچیس سے لیکر پینتیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو ایک سال کا ہو چکا اب دوسرا برس چل رہا ہو۔ چھتّیس سے پینتالیس تک ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسرے برس میں ہے۔ چھیالیس سے ساٹھ تک ایک حقہ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی اور اب چوتھے سال میں ہے۔ اکسٹھ سے پچھتر تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں ہو۔

{درج ذیل نقشہ سے تفصیل معلوم کریں}۔

اونٹوں کا نصاب	واجب	دونصابوں کے درمیان عفو
۵	ایک بکری/بکرا	۴ (۵-۱۰)
۱۰	دوبکری/بکرا	۴ (۱۰-۱۵)
۱۵	تین بکری/بکرا	۴ (۱۵-۲۰)
۲۰	چار بکری/بکرا	۴ (۲۰-۲۵)
۲۵	بنت مخاض	۱۰ (۲۵-۳۶)
۳۶	بنت لبون	۹ (۳۶-۴۶)
۴۶	حقہ	۱۴ (۴۶-۶۱)
۶۱	جذعۃ	۱۴ (۶۱-۷۶)
۷۶	دوبنت لبون	۱۴ (۷۶-۹۱)
۹۱	دوحقہ	۲۹ (۹۱-۱۲۱)
۱۲۱	تین بنت لبون	۸ (۱۲۱-۱۳۰)

پھر ہر چالیس(۱) میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ دے۔ایک سوتیس میں ایک حقہ اور دو بنت لبون ایک سو چالیس میں ایک بنت لبون اور دوحقہ اور ایک سو پچاس میں تین حقہ۔اگراس سے زیادہ ہوں توان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا۔

۱)اس مسئلے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲۱ سے زیادہ ہوتو پھر ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر ۵۰ میں ایک حقہ دے،

لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ ۱۲۱ سے لیکر ۱۳۰ تک کوئی تبدیلی نہیں یعنی ۱۲۱ کے نصاب میں جو تین بنت لبون نکالے جاتے ہیں وہی ۱۳۰ تک رہتا ہے۔

مالِ تجارت کی زکات

مال تجارت سال کے آخر میں نصاب کو پہنچ جائے تو مال کی قیمت کا ڈھائی فیصد ۲،۵۰٪ (دینا) واجب ہے۔اور اگر چہ اس کو اپنی ملکیت میں لیتے وقت نصاب سے کم مال ہو،اور سال کے درمیان حاصل شدہ نفع کو اصل مال سے ملانا چاہئے جبکہ وہ نفع پیسہ نہ ہوا ہو اگر نقد ہوا تو اس کا سال گزرنے سے زکات واجب ہے نہ کہ اصل مال کا سال۔ درمیان سال ملکیت زائل ہونے یا خود کے استعمال میں لانے کی نیت سے مال تجارت کو فروخت کئے بغیر رو کے رکھنے سے حول منقطع ہوجاتا ہے۔

صدقہ فطر

تین چیزوں سے صدقہ فطر واجب ہوجاتا ہے (۱) مسلمان آزاد ہونا (۲) رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہونا (۳) مال عید کے شب وروز میں اپنے اور اپنے لوگوں کی ضرورت کے کپڑے،مکان،اور ایسا خادم جس کی حاجت ہو اسی طرح قرض کی ادائیگی کے لئے ہونے والے اخراجات سے فاضل ہو۔اور یہ شہر کے بیشتر استعمال کئے جانے والے غلہ سے ایک صاع یعنی ۳,۲۰۰ لیٹر ((2kg.400g ہے اور بھوسا پتھر وغیرہ رہنے کی صورت میں ۳،۲۰۰ سے کچھ زیادہ دے۔رائج وقت کے وزن کے اعتبار سے 2 kg 600g دینا چاہیے۔

شب عید کے غروب آفتاب کے بعد پیدا ہوئے بچہ کی طرف سے زکوت فطرہ واجب نہیں ۔ یوں ہی شوہر پر اس بیوی کی طرف سے زکوت فطرہ دینا واجب نہیں جس سے نکاح شب عید کے غروب آفتاب کے بعد ہوا ہو۔ اگر سورج ڈوبنے کے بعد موت یا طلاق واقع ہو تو میت یا مطلقہ کی طرف سے زکوت فطرہ کی وجوبیت ساقط نہیں ہوگی ۔
نافرمان بیوی کی طرف سے شوہر پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے اس صورت میں بیوی پر واجب ہے۔ اگر شوہر تنگ دست ہو اور بیوی مال دار ہو تو بیوی کی طرف سے شوہر کا زکوۃ فطرہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن مالدار بیوی پر سنت ہے کہ وہ اپنی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ مالدار چھوٹے بچہ کی طرف سے اسی کے مال سے ہی زکوۃ فطرہ ادا کرے کہ یہ واجب ہے۔ والد کے مال سے واجب نہیں البتہ اگر والد اپنے خود کے مال سے بچہ کی طرف سے ادا کرے تو جائز ہے۔ جو بالغ شخص کمانے پر قادر ہے اس کا صدقہ فطر اسی پر واجب ہے۔ یوں ہی کفالت بردار پر کافر غلام اور مرتد کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔ ہاں مگر جب اسلام کی طرف لوٹ آئے تو صدقہ فطر واجب ہے۔ ولد الزنا (حرام زادہ) کا فطرہ اس کی ماں پر واجب ہے۔ تنگ دست کو سنت ہے کہ وہ صدقۂ فطرہ ادا کرنے کے لئے قرض لے اور اس سے صدقۂ فطرہ ادا کرے۔ اس طرح صدقۂ فطرہ ادا کرنے والے کا زکوۃ فطرہ واجب کے قائم مقام ہوگا۔

صدقۂ فطرہ ادا کرنے کا وقت شب عید کے غروب آفتاب سے عید کے دن کے غروب آفتاب تک ہے۔ رمضان کے پہلے دن سے ادا کر سکتے ہیں (۱)۔ نماز عید کے

بعد دینا مکروہ ہے۔ عذر کے بغیر عید کے دن کے غروب آفتاب سے پہلے نہ دینا حرام ہے۔ اور فوراً دینا واجب ہے۔ فطرہ زکات اس شخص کے شہر کے مستحقین کو ہی دینا واجب ہے جس کی طرف سے ادا کی جاتی ہے، نہ کہ دینے والے کے شہر کے مستحقین کو۔

۱) بشرطیکہ شوال کے طلوع قمر کے وقت دینے والا ادا کرنے کا اہل ہو اور لینے والا اس کا حقدار ہو۔

زکوۃ کی ادائیگی

نصاب کے مالک کی ملکیت میں مال ہو تو فوراً اس کی زکوت واجب ہے ۔ (ماہ رمضان میں دینے کی نیت سے زکوت ادا کرے بغیر رہنا حرام ہے) اگر کسی نے سال گزرنے کے بعد کوتاہی کے سبب ادائے زکوۃ میں تاخیر کی تو گنہگار ہوگا اور مال ضائع ہونے کی صورت میں ضمان (تاوان) لازم ہوگا۔ سال پورا ہونے سے پہلے مال تجارت کی زکوت نکالنا مطلقاً(۱) جائز ہے۔ یوں ہی مال تجارت کے علاوہ دوسرے مال میں نصاب پورا ہونے کے بعد اس کے مالک (نہ کہ مالک کے ولی) کو زکات نکالنے میں عجلت کرنا جائز ہے(۲)۔ جو مال گم ہو گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا تب بھی زکوت واجب ہے۔ لیکن اس کی ادائیگی مال واپس ملنے کے بعد ہی واجب ہوتی ہے۔ اگر حاصل ہو جائے تو گزشتہ سالوں کی بھی زکات واجب ہے۔ اگر بیوی کو مقدار نصاب مہر دیا تو سال پورا ہونے پر بیوی زکات نکالے لیکن اگر وہ نصاب شوہر کے ذمہ

میں ہے اور شوہر سے ملنے کا امکان[۳] ہو تو اس کی زکوت نکالنا بیوی پر واجب ہے ورنہ بیوی زکات نہ نکالے۔

تجارت کے مال کے علاوہ دوسرے مال کی زکوت کا تعلق عین مال سے ہے اس لئے کہ مستحق بھی اس مال میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں اگر کسی نے زکوت نکالنے سے پہلے اس مال کو بیچ دیا یا رہن میں رکھا تو مقدار زکات میں رہن اور تجارت دونوں باطل ہے اور باقی مال میں صحیح ہے۔ مال تجارت میں زکوت کا تعلق مال کے عین سے نہیں بلکہ ذمہ میں ہے اس لئے اس میں قیمت دینا کافی ہے اور زکوت نکالنے سے پہلے مکمل مال تجارت کو بیچ دے یا رہن رکھے تو بیع اور رہن درست ہے۔

۱) یعنی خواہ مالِ تجارت میں نصاب پورا ہونے سے پہلے یا بعد میں ہو۔ ۲) لیکن عجلت درست ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں: ۱۔ مالک سال گزرنے تک ادائے زکات کا اہل ہو، ۲۔ سال گزرنے تک مال باقی ہو ضائع نہ ہوا ہو۔ ۳۔ زکات لینے والا سال گزرنے تک لینے کا حقدار ہو۔ ۳) شوہر سے حاصل کرنے کا امکان وہ مال دار اور گاؤں میں حاضر رہنے سے ہوتا ہے۔

ادائیگی زکات کے شرائط

ادائیگی زکات کے دو شرائط ہیں:

۱) نیت کرنا: مثلاً ھذہ زکوۃ مالی۔ یہ میرے مال کی زکوۃ ہے۔ نیت میں یہ تعین واجب نہیں کہ یہ فلاں مال کی زکوت ہے۔ اور یوں ہی مستحقین کو زکوٰت دیتے وقت نیت کرنا واجب نہیں بلکہ مستحقین کو دینے سے پہلے نیت کرنا کافی ہے۔ مستحقین کو زکوت دینے کے بعد نیت کرنا کافی نہیں۔ مشترکہ مال میں زکات ادا کرنے والے کی طرف سے نیت کرنا کافی ہے جیسا کہ ایک شریک کا دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر مشترکہ مال کی زکات نکالنا جائز ہے۔ اور مکلف باہوش مسلمان کو زکات کی تقسیم اور نیت کرنے کے لئے وکیل بنانا جائز ہے۔ یوں ہی شخص معین کو زکات دینے کے لئے غیر مسلم کو وکیل بنانا جائز ہے۔ لیکن نیت کرنے کے لئے اس کو وکیل بنانا جائز نہیں۔ اور نہ ہی شخص غیر معین کو زکات دینے کے لئے غیر مسلم کو وکیل بنانا جائز ہے۔ خود سے زکات دینا وکیل بنانے سے بہتر ہے۔ مالِ زکات تقسیم کرنے کے لئے کسی دوسرے کو وکیل بنانے اور خود تقسیم کرنے سے بہتر امام کو دینا ہے۔ بچہ اور مجنون کے مالِ زکات میں ولی کی جانب سے نیت کرنا واجب ہے۔

۲) مستحقینِ زکوۃ کو دینا: اور وہ بیان کردہ آٹھ قسموں میں سے آزاد یا مکاتب مسلمان ہوں۔ (اور مکاتب: وہ غلام جنہوں نے اپنے مالک سے کتابت کر لی ہو کہ اتنے درہم یا دینار پر مجھے آزادی دی جائے) بنی ہاشم اور بنی مطلب نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسٰکِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔ (سورہ توبہ: ۶۰)

ترجمہ: زکوۃ انھیں لوگوں کے لئے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرضداروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (کنز الایمان)

بچہ اور مجنون اگر مستحقِ زکات ہو تو اسے نہ دیا جائے بلکہ اس کا ولی اس کے لئے اخذ کرے۔

مستحقین زکات

زکات کے مستحق آٹھ قسم کے لوگ ہیں:

۱) **فقیر:** وہ شخص ہے جس کے پاس نہ مال ہو اور نہ مناسب کمائی ہو اگر کچھ مال حاصل کر بھی لیتا ہو تو وہ روزانہ کی زندگی کے اخراجات کے تیس فیصد یا اس سے کم ہو۔

۲) **مسکین:** وہ شخص ہے جس کی کمائی یا مال روزانہ کی ضروریات کے تیس فیصد سے زائد ہو مگر کافی نہ ہو۔

۳) **عامل:** وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکوۃ کو وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔

عاملین چار افراد ہیں۔۱) ساع۔ ۲) قاسم۔ ۳) حاشر۔ ۴) کاتب۔

الف) ساعی:۔ جسے زکات لینے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

ب) قاسم:۔ جو مستحقین زکات پر مال تقسیم کرتا ہے۔

ج) حاشر:۔ جو مال والوں یا مستحقین کو جمع کرتا ہے۔

د) کاتب:۔ جو زکات دینے والوں کی زکات کو ریکارڈ میں لاتا ہے۔

عامل کو اگر بیت المال سے اجرت دی جاتی ہے تو زکات نہیں دی جائیگی۔

۴) **مؤلفہ قلوب:** وہ نو مسلم ہے جسے اسلام پر مضبوط اعتقاد نہیں اس کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے بطور دلجوئی زکات دی جاتی ہے یا اس کو زکوت دینے سے دوسروں کے اسلام

لانے کی امید کی جاتی ہے۔

۵) **رقبۃ (مکاتب):** ایسے غلام کو مال زکات دینا جس نے اپنے آقا سے مال کے بدلہ میں غلامی سے اپنی گردن رہا کرنے کا عہد کر لیا ہو۔

۶) **غارم: قرضدار** جس نے اپنے کسی جائز کام کے لئے یا آپسی حالت درست کرنے کے لئے یا کسی عام مصلحت جیسے مہمان نوازی، تعمیر مسجد اور قیدی کی رہائی کے لئے یا دوسروں کا تاوان ادا کرنے کے لئے قرض لیا تھا تو اس کو قرض ادا کرنے کے لئے زکات دی جائے گی۔

۷) **فی سبیل اللہ:** وہ لوگ جو رضا کارانہ طور پر جہاد کر رہے ہوں اگرچہ وہ غنی ہوں۔

۸) **ابن السبیل:** وہ شہر زکات میں چلنے والا یا وہاں سے سفر کا آغاز کرنے والا مسافر ہے۔

کسی کو دو اوصاف کی بنیاد پر زکات نہیں دی جائے گی، ہاں اگر فقیر کو قرض کی وجہ سے زکات دی گئی اور اس نے اسی زکات کے مال سے قرض ادا کیا تو اس کو فقر کی وجہ سے زکات دی جائے۔ رشتہ دار یا شوہر کا نفقہ واجبہ اگر کافی ہوتا ہے تو فقر و مسکنیت کی بنا پر زکوۃ نہیں دی جائے گی البتہ ان دونوں وجوہات کے علاوہ دوسرے اسباب کی وجہ دی جائے گی۔ اور اگر رشتہ دار یا شوہر کا نفقہ واجبہ کافی نہ ہو تو اسے مطلقاً زکات دی جائے گی۔ زوجہ کے لئے اپنے مال زکات سے شوہر کو دینا سنت ہے فقر و مسکنیت کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو اور اگرچہ شوہر اسے اپنی زوجہ پر خرچ کرے۔ جب معلوم ہوا کہ زکات لینے والا مستحقین زکوت میں سے نہیں ہے تو زکات ادا نہ ہوئی۔ فاسق کو زکات دینے سے ادا ہو جائے گی لیکن جب معلوم

پڑے کہ اس سے معصیت پر اس کی مدد ہوگی تو دینا حرام ہے۔

مال زکات کن لوگوں پر تقسیم کیا جائے؟

تقسیم کرنے والا اگر امام ہو تو مستحقوں کے آٹھ اصناف میں سے موجودہ تمام اصناف[1] کو برابر دینا واجب ہے۔(مثلا ۸،۰۰۰ روپیہ مال زکوت ہے اور مستحقین میں سے ہر ایک صنف موجود ہے تو ہر ایک صنف کو ایک ایک ہزار کی مانند تقسیم کرنا واجب ہے۔) پھر ہر ایک صنف کا حصہ کو اس صنف کے ہر ایک فرد پر برابر تقسیم کرنا بھی واجب ہے جب کہ اس صنف کے بعض افراد زیادہ حاجت مند نہ ہو ہاں اگر بعض افراد زیادہ حاجت مند ہے تو اس وقت تسویہ (یعنی برابریت) واجب نہیں۔

اگر مالک نصاب مال زکات تقسیم کرے تو عامل (زکات وصول کنندہ) کا حق ساقط ہوجائے گا اور مالک پر واجب ہے کہ عامل کے علاوہ تمام اصناف کو برابر دے۔ (مثلا کسی نے ۱۴،۰۰۰ ہزار زکوت نکالا تو اس کو سات اصناف پر ہر ایک صنف کو دو ہزار کی طرح تقسیم کرے) اور اگر ہر ایک صنف میں محدود لوگ ہوں اور ہر ایک فرد کو اتنا ملتا ہو جس سے ایک دن ورات کی ضرورت پوری ہوتی ہو تو اس صنف کے تمام افراد پر (دو ہزار کو) تقسیم کرے۔ ہاں اگر محدود لوگ نہ ہو یا محدود لوگ ہوں لیکن کفایت نہ کرتا ہو تو صنف کے کم از کم تین افراد کو دے۔ جس گاؤں کے مال کی زکوت نکالی جاتی ہو اسی گاؤں کے باشندوں کو دینا زیادہ بہتر ہے۔ موجودہ اصناف کے درمیان برابری کرنا واجب ہے اور اصناف کے ہر فرد کے درمیان تسویہ سنت ہے۔

اگر ایک ہی صنف یا ایک ہی شخص موجود ہو تو ایک قسم کے تمام اشخاص کو یا ایک کو تمام مالِ زکات دیا جائے۔ اگر شہر میں زکات لینے والے کوئی موجود نہ ہوں یا ان کو ادا کر کے کچھ بچ جائے تو سب سے قریبی شہر بھیج دیا جائے۔ مالی اور بدنی زکات کو اپنے شہر سے مذکورہ صورت کے علاوہ منتقل کرنا جائز نہیں اور نہ ہی مال تجارت کے علاوہ میں قیمت دینا جائز۔ اور تجارت کی زکوت میں مال تجارت ہی دینا جائز نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کے لئے مالِ زکات کو اپنی حکومت کے شہر کے اندر نقل کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ تمام زکات اس کے پاس ایک ہی زکات کے مانند ہے لیکن بادشاہ کو خود ہی نقل کرنا چاہئے۔

مال غنیمت اور فئ کی تقسیم

حربی کافر سے جو کچھ جبراً لیا جاتا ہے وہ مال غنیمت ہے۔ اگر غیر حربی سے لیا جائے یا حربی سے لیکن جبراً نہ لیا جائے تو وہ فئ ہے۔ چھین جھپٹ اور چوری شدہ مال کا شمار مال غنیمت میں ہوتا ہے، جزیہ، تجارت کا دسواں حصہ اور مرتد کے ترکہ کا شمار مال فئ میں ہوتا ہے۔ غنیمت کے تقسیم کی شروعات مقتول کے لباس، ہتھیار اور سواری سے ہوتی ہے اور مقتول کے لباس، ہتھیار اور سواری مسلمان قاتل کے لئے ہے پھر مزدور کی اجرت (یعنی غنیمت کے مال کی حفاظت وغیرہ کرنے والوں کو بطور اجرت دیا جائے گا) پھر بقیہ مال کے پانچ حصے کئے جائے۔ اس میں سے چار حصہ فتح سے پہلے جنگ میں موجود مجاہدین کو دیا جائے نہ کہ اسے جو مال غنیمت اکٹھا ہونے سے قبل شہید ہو جائے۔

جہاد کے انتظار میں رہنے والوں کے لئے خُمسِ فئ کا چار حصہ ہے۔ مال غنیمت اور

فئ کے دو پانچواں حصوں کو پھر سے پانچ حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ان میں سے ا۔ نیک کام جیسے مسجد کے شگاف بند کرنے کے لئے، طلباء علم دین، ائمہ کرام اور مؤذنوں کے لئے ایک حصہ، ۲۔ بنوہاشم اور بنومطلب کے لئے ایک حصہ، ۳۔ مسکین یتیموں کے لئے ایک حصہ، ۴۔ فقراء ومساکین کے لئے ایک حصہ، اور ۵۔ فقیر مسافرین کے لئے ایک حصہ ہے۔

رمضان کے روزے

تمام مہینوں میں ماہ رمضان کا رتبہ اعلیٰ ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو نازل فرمایا۔ اور اس مہینہ میں روزہ رکھنا ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اسے ضروریات دین سے جانا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے تو وہ ضرور روزہ رکھے۔ اس کے منکر کی تکفیر کی جائے گی۔

ہر مسلمان مکلف، قادر اور طاہر پر رمضان کا روزہ واجب ہوتا ہے۔ اصلی کافر، بچے، پاگل، اور عاجز پر رمضان کا روزہ واجب نہیں ہوتا اور ماہ رمضان کے بعد اس کی قضا بھی واجب نہیں۔ مرتد اگر دوبارہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوجائے تو اس پر روزے کی قضاء واجب ہے۔ اور بچہ کے سرپرست پر واجب ہے کہ سات سالہ بچہ کو روزہ رکھنے کا حکم دے، دس سال مکمل ہونے کے باوجود روزہ نہ رکھے تو مارے۔

اگر کسی کو بڑھاپے یا (ایسی) بیماری (جس سے شفایابی کی امید نہ ہو) کے سبب روزہ رکھنے سے سخت تکلیف پہنچتی ہو تو اسے ہر ایک روزہ کے بدلہ ایک ایک مدخوراک دیناواجب

ہے۔ حائضہ اور نفساء کو روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دونوں کا روزہ صحیح نہیں ہوتا۔ البتہ ان پر فوت شدہ روزوں کی قضاء واجب ہے۔

رمضان کا چاند

ماہ رمضان کا چاند نظر آنے یا شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے ماہ رمضان کے روزے واجب ہوجاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ۔ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوْا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ (رواہ البخاری)۔ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کے تیس دنوں کی مدت پوری کرو۔

رمضان کا چاند دیکھنے والے پر روزہ رکھنا واجب ہے۔ یوں ہی کسی اور کی رمضان کا چاند دیکھنے کی تصدیق کرنے والے پر بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ اور کم از کم ایک عادل مرد کی رویت ہلال کی شہادت سے قاضی کے نزدیک رمضان ثابت ہونے سے تمام اہل شہر پر روزہ واجب ہوجاتا ہے۔ اسی طرح رویتِ ہلال کی خبر متواتر اور ظاہری نشانی سے رؤیت ہلال کا گمان ہونے سے روزہ واجب ہوجاتا ہے مثلاً مینارہ کے فانوس منور ہونا۔

کوئی مغربی علاقہ میں چاند دیکھ کر دور مشرقی علاقہ کا سفر کرے تو ماہ کے آخر میں ان لوگوں کی موافقت کرنا واجب ہے (یعنی وہاں کے باشندوں کے ساتھ روزہ دار رہے گا اگرچہ یہ مسافر تیس روزے مکمل کیا ہو۔) اور ماہ کے شروع میں مخالفت کرنا چاہئے (۲)۔ اگر کسی نے کسی عادل کی شہادت سے رمضان کا روزہ رکھنا شروع کیا تو رمضان کے تیس روزے مکمل ہونے پر

عیدمنائے یعنی روزہ نہ رکھے اگرچہ شوال کا چاندنظر نہ آئے اوراگرروزہ شرعی حجت سے نہ رکھاتھاتوتیس روزہ کے بعدبھی روزہ رکھے جب کہ شوال کاچاندنظرنہ آئے۔

مہینے کےثبوت کا اعتبار چاند کے دیکھنے پر ہے نہ کہ افق کے اوپر پوشیدہ ہوکرموجود ہونے پر۔پس علم ہیات جاننے والےاورنجومی کے باتوں کی کوئی حیثیت نہیں ہےاورنہ کسی کوان دونوں کی اتباع کرنا جائز ہے۔تم پر چاندکوتلاش کرنالازم ہے، چاند دیکھنے پر یہ دعا پڑھیں:اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ أَھِلَّہُ عَلَیْنَا بِالأَمْنِ وَ الاِیْمَانِ وَ السَّلاَمَۃِ وَ الاِسْلاَمِ رَبِّی وَ رَبُّکَ اللّٰہُ ھِلاَلُ رُشْدٍ وَّ خَیْرٍ۔ ترجمہ: اللہ بہت بڑا ہے۔اے اللہ تو اس چاندکو ہم پر امن وسلامتی اورایمان واسلام کے ساتھ نکال۔اے خیر وبھلائی کے چاند میرا اور تیرارب اللہ ہے۔

۱)ان کے ساتھ بغیرروزے سے نہ رہے بلکہ امساک کرے۔

روزہ کے شرائط

روزہ کے چارشرائط ہیں:

۱) اسلام۔

۲) حیض ونفاس والی نہ ہونا۔

۳) دن بھرہوشمندرہنا۔

۴) وقت کاروزہ کے قابل ہونا۔

اگرکوئی صائم دن کے کسی لحہ میں مرتدہوایادیوانہ ہوا، یا حائضہ ہوئی یا نفاس والی بنی

تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ بے ہوشی سے روزہ باطل نہیں ہوتا ہےلیکن اگرخود کی سرکشی سے ہو یا سارادن بے ہوشی کی حالت میں رہےتو روزہ ٹوٹ جائے گا اوراگردن بھر سوتارہےتو روزہ فاسدنہیں ہوگا۔

عیدین اور ایام تشریق میں روزہ رکھنا درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔اسی طرح صوم ورد(بطور وظیفہ روزہ رکھنا/ عادتی طور پرروزہ رکھنا) نذر، کفارہ اور قضاء کےعلاوہ دوسرا روزہ یوم الشک میں رکھنا خواہ وہ نفل کیوں نہ ہوصحیح نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔یوں ہی ماہ شعبان کے پہلےنصف کےکم ازکم ایک روزے سےمتصل کئےبغیر دوسرےنصف میں روزہ رکھنا بھی حرام ہے۔ہاں اگرمتصل کرتے ہوئے دوسرے نصف میں مسلسل روزہ رکھےتوکوئی حرج نہیں ۔ ماہ شعبان کے دوسرے نصف اور یوم شک میں کفارہ ،نذر، رمضان کےقضاروزہ رکھنامطلقا جائز ہے۔

روزے کے فرائض

روزہ کےفرائض دوہیں:

۱)نیت کرنا۔

۲) روزہ توڑنے والی چیزوں سے باز رہنا۔

فرض روزے کی نیت رات میں کرنا اورجنس کاتعین کرنا شرط ہے کہ ایا یہ رمضان کا روزہ ہے یانذرکا یا کفارہ کا۔اگرنیت میں شک ہوا کہ ایاوہ فجر سےقبل واقع ہوئی یابعدتو روزہ صحیح نہیں ہوگا برخلاف اس کے کہ کسی نے نیت کیا پھر یہ شک واقع ہوا کہ ایا فجرطلوع

ہوا ہے یا نہیں تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

زوال سے پہلے نفل روزہ کی نیت کرنا خواہ وہ متعینہ روزہ کیوں نہ ہو کافی ہے بشرط یہ کہ طلوع فجر ہی سے کھانے پینے سے امساک کرلیا ہو۔ لیکن رات میں نیت کرنا اور اس میں تعین کرنا بھی بہتر ہے۔ رمضان میں اقل نیت یہ ہے: نَوَيْتُ صَوْمَ رَمَضَانَ اور اکمل نیت یہ کہ اپنے دل وزبان سے کہے نَوَيْتُ صَوْمَ غَدٍ عَنْ أَدَاءِ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذِهِ السَّنَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔ اللہ کے واسطے میں نے اس سال کے رمضان کے فرض میں سے کل کے روزہ کی نیت کی ۔

روزہ کی سنتیں

۱) آدھی رات گزرنے کے بعد سحری کرنا سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِي السُّحُوْرِ بَرَكَةً (رواہ الشیخان)۔ سحری کرو اس لئے کہ سحری کرنے میں برکت ہے۔

۲) سحری میں اتنی تاخیر کرنا کہ سحری کرنے کے بعد فجر صادق کے لئے صرف پچاس آیت کی تلاوت کی مقدار وقت باقی رہے۔

۳) طلوع فجر سے پہلے غسلِ جنابت کرنا تا کہ روزہ کے ابتدائی حصہ ہی میں وہ پاک رہے۔

۴) وقت سحر خوشبو لگانا۔ ۵) دن میں سرمہ نہ لگانا اور خوشبو نہ ملنا۔

۶) نفس کو تمام حرام چیزوں سے روکنا۔ اگر کسی نے روزہ دار کو گالی دی تو روزہ دار شخص دل ہی دل میں روزہ کی یاد کرتے ہوئے کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور جب ریا کاری کا خوف نہ ہو تو زبان سے کہے۔

۷) شبہات اور شہوات کو ترک کرنا۔

۸) تلاوتِ قرآن، صدقہ، اعتکاف اور تمام قسم کے نیک کاموں میں کثرت کرنا اور روزہ دار کو افطار کرانا۔ ان امور کو رمضان میں خاص طور سے آخری عشرہ میں بجالانا سنت مؤکدہ ہے۔

۹) غروب آفتاب کا یقین ہونے پر فوراً افطار کرنا۔ اور اگر جماعت اور تکبیر تحریمہ کی فضیلت فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو نماز سے پہلے افطار کرنا۔

۱۰) افطار کے لئے پختہ کھجور پھر خرما پھر پانی کا ہونا۔ اکمل طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک تین تین ہوں۔

۱۱) بعد افطار اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ کہنا۔ ترجمہ: اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا، پیاس بجھ گئی، رگیں تر ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا اگر اللہ چاہے۔

روزہ کے مکروہات

روزہ دار کے لئے بلا عذر بعد زوال مسواک کرنا، بلاضرورت کسی چیز کو چبانا یا چکھنا،

خوشبو استعمال کرنا، پانی میں غوطہ لگانا جبکہ غوطہ لگانے سے پانی کے اندر جانا اسکی عادت نہ ہو ورنہ حرام ہے، غرغرہ اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا اور بوس و کنار کرنا جونفسانی شہوت کو ابھارنے والا ہو مکروہ ہے۔ اور روزہ دار کے لئے سرمہ لگانا، فصد اور احجامت کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

روزہ توڑنے والی چیزیں

روزہ توڑنے والی چیزیں چار ہیں:

۱) جماع کرنا۔

۲) مشت زنی کرنا۔

۳) قصداالٹی کرنا۔

۴) کان اوراحلیل (۱) کی طرح کسی کھلے سوراخ سے بدن کے کھوکھلے اعضاء کے اندر کسی چیز کا پہنچنا خواہ وہ بلغم ہو یا مسوڑے کا خون یا پان کی سرخی سے تغیر شدہ تھوک ہو۔ جان بوجھ کر با اختیار مذکورہ امور کے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھول کر یا نادانی یا عذر کے سبب یا بلا اختیار ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ دھواں اور تمباکو عین میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے دھواں اور تمباکو سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ان امور سے روزہ نہ ٹوٹے گا: (۱) احتلام ہوا۔ (۲) بنظر شہوت دیکھنے یا سوچنے کی وجہ سے انزال منی ہوا۔ (۳) مذی نکلی۔ بغیر اپنے فعل کے الٹی ہوئی۔

(۴) اندر سے بلغم نکالا۔ (۵) بواسیر کا مریض اپنے مقعد کو اندر لوٹا یا خواہ وہ انگلی سے ہو جب کہ اس کی حاجت ہو۔ (۶) کھانے چکھتے وقت مزہ حلق تک پہنچا۔ (۷) کوئی شئ خیشوم یعنی ناک کے بانسہ تک پہنچی اور اس سے تجاوز نہیں کیا۔ (۸) اپنی تھوک نگل گیا(۲)۔ (۹) دانتوں میں کچھ باقی رہ گیا پھر اس پر لعاب جاری ہو گیا جبکہ اس کو علاحدہ کر کے تھوکنے پر قادر نہ ہوا۔ (۱۰) کلی کے پانی کا اثر اندر گیا اگر چہ اس کو گھونٹ کر نکالنا ممکن ہو۔ (۱۱) غسل مطلوب میں خواہ واجب ہو جیسے جنابت کا غسل، یا سنت ہو جیسے جمعہ کا غسل میں پانی اندر چلا گیا بشرط یہ کہ غوطہ لگا کر غسل نہ کیا ہو۔ (۱۲) وضو میں مبالغہ کئے بغیر کلی اور ناک میں پانی چڑھاتے وقت پانی اندر گیا۔ (۱۳) مکھی، غبار یا دھواں بلا قصد وارادہ اندرداخل ہوا۔ (۱۴) کھانا کھاتے وقت طلوع فجر ہوئی فورا کھانا اگل دیا۔ (۱۵) جماع کرتے وقت طلوع فجر ہوئی فوراً جدا ہو گیا (ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔)

اگر کسی غرض سے اپنے منہ میں کوئی چیز رکھا اور وہ پیٹ کے اندر چلی گئ تو روزہ فاسد ہوجائے گا اور اگر بھول کر نگل لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فجر اور غروب میں اپنے یقین یا اپنے گمان پر اعتماد کرے گا۔ کسی نے اس گمان سے کھایا کہ یہ وقت طلوع فجر سے پہلے کا ہے یا اس نے یہ گمان کر کے کھایا کہ یہ وقت غروب کے بعد کا ہے، پھر اس پر واضح ہوا کہ وہ دن میں (فجر صادق کے بعد یا غروب آفتاب سے پہلے) کھایا ہے تو مفطر صوم ہوگا۔ شک کرنے والے کو دن کے آخری حصہ میں کھانا حرام ہے۔ جب کہ آخر شب

میں کھانا مکروہ ہے۔

۱) پیشاب کا سوراخ اور پستان میں دودھ نکلنے کا سوراخ۔ ۲) جبکہ وہ تھوک، بلغم خون جیسی چیزوں سے ملا ہوا نہ ہو اور منہ کے حد سے باہر بھی نہ آیا ہو۔

روزہ ترک کرنے کا وجوب اور اسکی اجازت

اپنی جان یا اپنے کسی عضو کے فوت ہونے یا عضو کی منفعت زائل ہونے یا شدت مرض، بھوک یا پیاس سے ہلاک ہونے کے خوف سے روزہ نہ رکھنا واجب ہے یوں ہی کسی محترم جانور کو بچانے کے لئے، حمل والی اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر بچہ کی ہلاکت کا خوف ہو تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ رکھنا واجب ہے۔

تکلیف دینے والا غیر مہلک مرض، طویل سفر شرعی اور مال کو بچانے کے لئے روزہ ترک کرنا جائز ہے۔ اگر سفر کی وجہ سے تکلیف نہ ہو تو مسافر کو روزہ رکھنا بہتر ہے لیکن اگر سفر کی وجہ سے تکلیف کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ مریض فجر سے تھوڑی دیر قبل شفاء پا جائے تو وہ وجوباً نیت کرے اگر مرض درمیانِ روزہ لوٹ آیا تو روزہ توڑ دے۔ اسی طرح مشقت آمیز کام کرنے والا وجوباً نیت کرے پھر اگر صوم کی وجہ سے تھک گیا تو رزوہ توڑ دے۔

قضاء، فدیہ اور امساک

کسی نے بغیر عذر رمضان کا روزہ ترک کیا تو اس پر فوراً قضاء واجب ہے اور اگر عذر کے سبب رمضان کا روزہ فوت ہوا تو دوسرے رمضان سے پہلے قضاء کرنا واجب ہے۔

جس نے روزہ کی استطاعت رکھنے کے باوجود دوسرا رمضان آنے تک اپنے روزوں کی قضاء نہیں کی تو اس پر قضاء کے ساتھ ساتھ ہر روزہ کے بدلے ایک مد غلہ بطور فدیہ دینا واجب ہے۔ اسی طرح سال کی تکرار کے ساتھ تکرارِ مد بھی ہوگا۔ یعنی جتنے سال گزرتے جائیں گے اتنے ہی مد ہر روزہ کے بدلے میں ایک مد دینا ہوگا۔ مثلاً دو سال گزرنے پر ہر ایک روزہ کے لئے دو مد، تین سال پر تین مد وغیرہ۔

اگر کوئی فوت شدہ روزہ کو ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ گنہ گار ہوگا اور اس کے ترکہ سے ایک روزہ کے بدلہ میں دو مد خوراک نکالی جائے گی۔ ایک مد تاخیر کے عوض دوسرا فوت شدہ روزہ کو ادا نہ کرنے کے عوض۔ اگر کسی عذر کے سبب قضا کرنے میں تاخیر کیا تھا تو گنہ گار نہ ہوگا اس حالت میں ہر روزہ کے بدلہ ایک مد خوراک قضا واجب ہوگا نہ کہ مدِ تاخیر۔

قضاء کے سلسلہ میں نذر اور کفارہ کا روزہ رمضان کی طرح ہے لیکن ان دونوں کے تاُخیر میں کوئی فدیہ نہیں ہے۔ عذر کے سبب کسی کا کوئی واجب روزہ چھوٹ گیا پھر قضاء کرنے کے امکان سے پہلے مر جائے تو نہ کوئی فدیہ ہے۔ اور نہ کوئی گناہ۔

اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت نے بچہ کو ضرر پہنچنے کے خوف سے روزہ نہ رکھا تو ہر روزہ کے بدلے ایک مد خوراک فدیہ دینا اور ساتھ ہی قضاء کرنا واجب ہے۔ اگر اپنی جان کو ضرر پہنچنے کے خوف سے روزہ نہ رکھا تو صرف قضاء واجب ہے۔

جب کوئی بغیر عذر یا غلطی سے افطار کرے تو قضاء کے ساتھ دن کے بقیہ حصے میں

کھانے پینے سے باز رہنا واجب ہے۔ اگر کوئی دن میں اسلام لایا یا ہوش میں آیا تو اس پر امساک اور قضا مستحب ہے۔ جس کا عذر زائل ہو گیا (جیسے مریض شفا پایا، مسافر مقیم ہوا اور حائضہ پاک ہوئی) اور وہ روزہ دار نہ ہو تو اس کے لئے امساک مندوب ہے اور اگر روزہ دار ہے تو اتمام واجب ہے۔

۱) یعنی قضاء کرنا اور دن کے بقیہ حصہ میں کھانے پینے سے باز رہنا۔

قضاء کے ساتھ کفارہ

روزے کے سبب ناجائز ہونے والی ہمبستری سے ماہ رمضان میں جان بوجھ کر با اختیار روزہ توڑنے والے پر قضا اور کفارہ واجب ہے۔ بشرط یہ کہ صرف جماع سے روزہ فاسد ہوا ہو اور دن بھر وہ روزہ رکھنے کا اہل (۲) بھی ہو۔ صرف وطی کرنے والے پر قضاء کے ساتھ کفارہ لازم ہے۔ رہا موطوء یعنی جس سے جماع کیا گیا تو اس پر صرف قضاء لازم ہے۔ ماہ رمضان میں ہمبستری سے روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک مؤمنہ باندی کو آزاد کرے، یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے مسلسل روزہ رکھے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں یا فقیروں کو بہ نیت کفارہ کھانا کھلائے ہر ایک مسکین کو ایک مد خوراک رائج البلد کے غلہ سے دے۔

۱) ماہ رمضان کے علاوہ میں روزہ رکھ کر جماع کیا تو کفارہ واجب نہیں اگرچہ ماہ رمضان کا قضا روزہ ہو۔ ۲) اگر وہ جماع کے بعد اور غروب سے پہلے مجنون ہوا یا مر گیا تو کفارہ واجب نہیں۔

نفل روزے

چند دن جو روزہ کے قابل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ سال بھر میں کسی بھی دن چاہے روزہ رکھنا سنت ہے۔ ماہ رمضان المبارک کے بعد روزے کے لئے سب سے بہتر مہینہ محرم الحرام کا ہے پھر رجب کا پھر ذی الحجہ کا پھر ذی القعدہ کا اور پھر شعبان کا۔

عرفہ کے دن یعنی ۹/ویں ذی الحجہ، نویں اور دسویں محرم اور شوال کے چھ روزے رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ ان چھ روزوں کو پے در پے عید کے فورا بعد رکھنا افضل ہے۔ ایام بیض یعنی ہر مہینہ کی ۱۳/ ۱۴/ ۱۵/تاریخ میں اور پیر و جمعرات کے دن روزہ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اسی طرح یوم عرفہ سے قبل آٹھ دن، محرم کی گیارہویں، ذی الحجہ کی سولہویں تاریخ اور ایام سود (ہر مہینہ کا ستائیسواں اور اٹھائیسواں اور ان کے بعد کے دو دن) کا روزہ رکھنا سنت ہے۔

یوں ہی بعض علماء نے بدھ، یوم معراج، اور نصف شعبان یعنی پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنے کو سنت کہا ہے۔

ان دنوں کا روزہ دوسرے روزے میں اندراج ہو جاتا ہے۔ اگر ان دنوں فرض روزہ واقع ہوا تو سنت روزہ کی نیت بھی کرنے پر فرض اور نفل دونوں کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر صرف فرض روزہ کی نیت کی تو صرف فرض کا ثواب ملے گا اور ان دنوں کے خاص سنت روزے کا طلب ساقط ہو جائے گا۔ جب کوئی دو سبب والا روزہ پائے تو وہ روزہ رکھنے کی مزید تاکید آئی ہے۔ جیسے عرفہ اور پیر کا دن۔

اگر کسی کو اپنی ذات پر نقصان یا تکلیف یا کارِ خیر فوت ہونے وغیرہ کا اندیشہ ہو تو اس کیلئے سال بھر بلا ناغہ(۱) روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ جمعہ سنیچر اور اتوار کے دنوں میں ورد، نذر، کفارہ اور قضاء روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب کہ ان صورتوں کے علاوہ مذکورہ دنوں میں سے کسی ایک دن کو خاص کر کے روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ بیوی پر شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت یا رضامندی کے گمان کے بغیر نفل یا وسیع المیعاد قضاء روزہ رکھنا حرام ہے۔

۱) عیدین اور ایام تشریق کے علاوہ

اعتکاف کا بیان

اعتکاف ہر وقت سنت ہے۔ منت ماننے سے واجب ہو جاتا ہے۔ نیت کے ساتھ نماز کی طمانیت کی مقدار سے زیادہ دیر تک مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اعتکاف کے شروع سے ہی نیت کو ملانا واجب ہے۔ اگر اعتکاف کرنے کی نذر مانی ہو تو فرضیت کی نیت کرے اور کہے: نَوَیْتُ الِاعْتِكَافَ الْمَفْرُوضَ / الْمَنْذُورَ۔ جامع مسجد میں اعتکاف کرنا دیگر مساجد کے اعتکاف سے افضل ہے۔

اعتکاف کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مطلق اعتکاف: جس میں مدت متعین نہیں (اس اعتکاف کو مطلق اعتکاف کہتے ہیں جس کی نیت میں کوئی مدت معین نہ ہو)،

(۲) مقید اعتکاف: جس میں مدت متعین ہے (ایک دن، دو دن، ایک ہفتہ، ایک مہینہ

اس طرح اعتکاف کی نیت میں مدت کا بھی قصد کرے تو اس اعتکاف کو مقید کہتے ہیں)

مقید اعتکاف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اعتکاف متتابع: یعنی لگاتار اعتکاف میں رہنا (ایک دن لگاتار، دو دن لگاتار، ایک ہفتہ لگاتار، ایک مہینہ لگاتار اس طرح لگاتار اعتکاف میں رہنے کی نیت جس اعتکاف کی نیت میں کی ہو اس اعتکاف کو متتابع کہتے ہیں)،

(۲) اعتکاف غیر متتابع: یعنی لگاترا اعتکاف کی نیت نہ کرنا۔

(مطلق اعتکاف) لوٹ کر آنے کا ارادہ کئے بغیر مسجد سے نکلنے سے اعتکاف مطلق ٹوٹ جاتا ہے۔

(مقید اعتکاف) بیت الخلاء جانے کے علاوہ دوسری غرض کے لئے لوٹ کر آنے کا ارادہ کئے بغیر مسجد سے باہر نکلنے سے مقید اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

یعنی مقید میں بیت الخلاء کیلئے جانے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا اگر چہ لوٹ آنے کا ارادہ نہ ہو۔

اگر کسی ضرورت کیلئے مسجد سے نکلتے وقت لوٹ کر آنے کا ارادہ کرے تو مقید اور مطلق دونوں اعتکاف نہیں ٹوٹتے۔

عذر کے بغیر مسجد سے باہر نکلنے سے اعتکاف متتابع ٹوٹ جاتا ہے۔ قضاء حاجت، غسل جنابت، ازالہ نجاست اور کھانا کھانے کو عذر میں شمار کیا جاتا ہے۔

اگر منت مانتے وقت تتابع تلفظ ہو تو یعنی تتابع کی منت مانے تو تتابع واجب ہو جاتا ہیں۔ (کسی چیز کی منت ماننا یعنی لفظا کہنا دل میں قصد کرنے کو منت نہیں کہتے)

عیادت مریض جیسے مباح مقصود ضروریات امور کے لئے نکلنے کی شرط لگائی تو وہ حاجت درپیش ہونے پر نکلنا جائز ہے اگرچہ تتابع کی منت مانا ہو۔ رہا غیر مقصود ضروریات جیسے تفریح کے لئے نکلنا تو وہ جائز نہیں۔

جب اعتکافِ منذور جو مقید ہے منقطع ہو جائے تو از سر نو شروع کرنا اور جب منقطع نہ ہو تو عذر طویل (مثلاً مرض اور حیض) کی مدت کی قضا کرنا واجب ہے۔ اعتکاف کی مذکورہ تمام قسمیں جماع، مشت زنی، شہوت کے ساتھ مباشرت سے انزال، مرتد، حیض ونفاس کی کافی طویل مدت ہونے اور بغیر عذر نکلنے سے اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔

۱) نَوَیْتُ الإِعْتِکَافَ۔ (میں نے اعتکاف کی نیت کی)۔ ۲) جسے مقید کیا گیا ہو جیسے۔ نَوَیْتُ الإِعْتِکَافَ شَھْراً (میں نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی نیت کی)۔ ۳) نَوَیْتُ الإِعْتِکَافَ أُسْبُوعاً مُتَتَابِعاً۔ (میں نے ایک ہفتہ پے در پے اعتکاف کی نیت کی)۔ ۴) نویت الإعتکاف أسبوعاً۔ (میں نے ایک ہفتہ اعتکاف کی نیت کی)۔

حج وعمرہ کا بیان

۱) اللہ تعالی نے فرمایا: **إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِى بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ۔** (آل عمران:۹۶) بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور ہدایت تمام جہاں کے لئے۔

۲) **وَلِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً۔** (آل عمران:۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے۔

۳) **وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ** (البقرۃ:۱۹۶) اللہ کے لئے حج اور عمرہ کو پورا کرو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اَلْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ إِلاَّ الْجَنَّةَ۔** (بخاری و مسلم)۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیان کفارہ ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہے۔

حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ اور نماز وروزہ کے بعد ساری عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔ قدیم شریعتوں میں سے ہے۔ اور تمام انبیاء کرام نے حج ادا کیا ہے۔

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہندوستان سے پیدل چل کر چالیس حج ادا کئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ فرشتوں نے آپ سے پہلے اس گھر کا سات ہزار سال تک طواف کیا ہے۔

ہمارے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت سے پہلے کئی حج ادا فرمائے اور ہجرت کے بعد ایک حج، حجۃ الوداع ادا فرمایا۔

حج وعمرہ کے شرائط

حج اور عمرہ صحیح ہونے کے لئے وقت(۱) اور اسلام شرط ہے۔ حج وعمرہ کی ادائیگی کے لئے اسلام، وقت اور تمیز شرط(۲) ہے۔ فرض ادا ہونے کے لئے مذکورہ شرطوں کے ساتھ حریت کی بھی شرط ہے اور حج اور عمرہ کسی پر واجب ہونے کے لئے اسلام، وقت، تمیز، حریت اور استطاعت کی شرط ہے۔

بچہ کی جانب سے بچہ کے ولی کا احرام باندھنا صحیح ہے خواہ بچہ ممیز ہو یا غیر ممیز۔ یوں ہی ممیز بچہ ولی کی اجازت سے احرام باندھ سکتا ہے۔ غیر ممیز بچہ کے ساتھ ولی طواف

کرے، اس کے ساتھ سعی کرے، اس کی طرف سے طواف اوراحرام کی دو رکعتیں ادا کرے، کنکریاں دے کر اسے پھینکنے کا حکم دیں اگر پھینک نہ سکے تو ولی خود اپنی طرف سے پھینکنے کے بعد بچہ کے طرف سے پھینکے۔ ولی اسے (میدان عرفہ، منی، مزدلفہ وغیرہ) مواقف میں لے جائے۔ واجب وقوف میں بچہ کو لے جانا واجب اور مسنون وقوف میں لے جانا سنت ہے۔ ممیز بچہ خود سے طواف کرے۔ اور طواف کی دو رکعتیں ادا کرے، سعی کرے، کنکریاں پھینکے اور مواقف میں بذات خود حاضر ہو۔

مجنون اور بے ہوش شخص کا حکم مذکورہ تمام صورتوں میں غیر ممیز بچہ کی طرح ہے بشرط یہ کہ عنقریب ہی ہوش میں آنے کی امید نہ ہو۔ بچہ کا حج وعمرہ فرائض اسلام سے واقع نہیں ہوتا ہے بلکہ نفلاً واقع ہوتا ہے۔ لیکن دوران حج یا عمرہ میں ہی بالغ ہو جائے اور حج میں وقوف اور عمرہ میں طواف کو پائے تو حج فرض میں شمار کیا جائے گا۔

حج وعمرہ کے واجبات

حج وعمرہ یا تو فرض کفایہ ہے یا فرض عین ہے یا سنت۔ کعبہ شریف کی رونق قائم رکھنے کے لئے آزاد، بالغ لوگوں کا ہر سال حج اور عمرہ کرنا فرض کفایہ ہے اور حج اور عمرہ کی استطاعت رکھنے والے ہر مسلمان، مکلف، آزاد پر زندگی میں ایک بار حج اور عمرہ کرنا فرض عین ہے۔

استطاعت کی دو قسمیں ہیں: استطاعت بالذات اور استطاعت بالغیر۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

استطاعت بالذات چھ چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

۱) حج وعمرہ کیلئے جا کر واپس لوٹنے تک کا زادراہ اور ان افراد کا نان ونفقہ کا موجود ہونا جن کا خرچ کا ذمہ اس پر واجب ہے۔

۲) اس شخص کے لئے سواری کا ہونا جس کا گھر مکہ سے ۱۳۲ کیلومیٹر دور ہے یا مکہ سے قریب ہو لیکن پیدل چلنے پر قادر نہ ہو۔

۳) اہل وعیال کا نفقہ، سواری، قرض، اور رہائش گاہ سے بھی زائد اتنا مال ہو جس کو زادراہ بنا سکے۔

۴) راستہ پر امن ہو۔ جب سلامتی کا ظن غالب ہو تو بحری یا ہوائی سفر واجب ہے۔ اگر شوہر یا محرم یا کم از کم تین معتمد عورتوں سے مأمون نہ ہو جائے تو عورت کا حج وعمرہ کیلئے نکلنا واجب نہیں یوں ہی کرایہ پر کوئی محافظ نہ ملنے اور کوئی آمین ساتھی نہ ملنے پر خوفزدہ کا حج وعمرہ کے لئے نکلنا واجب نہیں۔

۵) طاقتور ہونا، چنانچہ اس پر حج واجب نہیں جو بغیر مشقت شدیدہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا ہو اور اس نابینا پر بھی حج واجب نہیں جس کا کوئی راہ نما نہ ہو۔

۶) استطاعت کے بعد اتنے زمانہ کی گنجائش رہنا کہ مکہ پہنچنا ممکن ہو سکے ورنہ واجب نہیں ہے۔

استطاعت بغیرہ کی دو قسمیں ہیں:

۱) جو بذات خود مرض طویل یا بڑھاپے کی وجہ سے مناسک حج ادا کرنے پر قادر نہ ہو

لیکن اسے اگر اجرتِ مثل دے کر یا مفت میں حج بدل کرنے والا ملے تو اجرت دے کر حج بدل کروانا یا مفت میں حج بدل کرنے والے کو حج بدل کرنے کی اجازت دینا واجب ہے۔

۲) اگر کسی کی موت حج ذمہ باقی رہتے وقت ہوئی تو اگر وصیت کی ہو تو وصی پھر وارث پھر حاکم پر واجب ہے کہ اس کے طرف سے اس کے ترکہ سے حج بدل کرے یا کسی کو نائب بنا کر حج کرائے۔ اگر میت نے ترکہ نہیں چھوڑا یا چھوڑا مگر وہ متروکہ اجرتِ مثل کی ادائیگی کی مقدار نہیں ہے تو اس کے بدلے وارث وغیرہ پر حج کرنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ باحیات قادر شخص کی طرف سے حج بدل کرانا مطلقاً[۱] منع ہے۔ باحیات معذور شخص کی طرف سے اس کی اجازت سے فرض میں نائب بنانا واجب اور نفل میں جائز ہے۔ میت کی طرف سے فرض میں حج بدل کرنا یا کروانا جائز ہے اگر وصیت نہ کی ہو یوں ہی نفل میں بھی حج بدل کرنا یا کروانا جائز ہے جب کہ وصیت کی ہو ہاں اگر وصیت نہ کی ہو تو جائز نہیں۔

۱) خواہ وہ حج فرض ہو یا سنت ہو۔

ارکان حج اور اس کے واجبات

اعمال حج کی تین قسمیں ہیں: ۱) ارکان، ۲) واجبات، ۳) سنن۔

ارکان حج چھ ہیں: ۱) احرام، ۲) وقوف عرفہ، ۳) طواف افاضہ، ۴) صفا و مروہ کے درمیان سعی، ۵) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا، ۶) معظم ارکان کو درمیان ترتیب سے

ادا کرنا اور وہ تین ہیں:

الف) تمام چیزوں پر احرام کو مقدم کرنا۔

ب) اس کے بعد وقوف عرفہ کو باقی ارکان پر مقدم کرنا۔

ج) طواف افاضہ کے بعد سعی کرنا۔ ہاں اگر طواف قدوم کرے تو اس کے بعد یعنی طواف افاضہ سے پہلے سعی کرنا جائز ہے۔

واجبات حج پانچ ہیں:

۱) میقات میں ہی احرام باندھنا۔

۲) میدان مزدلفہ میں شب باشی کرنا۔

۳) ایام تشریق کی راتوں میں وادی منیٰ میں رات گزارنا۔

۴) تین جمروں میں کنکریاں پھینکنا۔

۵) طواف وداع کرنا۔

ارکان و واجبات کے سوا باقی تمام سنت ہے۔

ترکِ ارکان کی تلافی دم سے نہیں ہوسکتی۔ ارکان کے چھوڑنے سے حج نا تمام رہے گا۔ اور جب تک جملہ ارکان بجانہ لائے حج کفایت نہیں کرے گا۔ اس وقت تک احرام سے تَحَلُّل نہ ہوگا جب تک ارکان میں سے کچھ بجالانا باقی ہے۔ واجبات کا جبر دم سے کیا جائے گا۔ اس کے بغیر حج تو صحیح ہوجائے گا۔ لیکن اگر قصداً ان میں سے کچھ چھوڑا ہے تو گنہ گار ہوگا۔ سنت کے ترک کرنے سے نہ گناہ ہے نہ دم لیکن اس سے کمالیتِ حج فوت

ہوجائے گی۔حج کے احرام کاوقت پہلے شوال سے یوم النحر کے فجر تک ہے۔

میقات حج وعمرہ

حج کا احرام باندھنے کے لئے مکہ میں رہنے والے کا میقات مکّہ ہے اگرچہ مکہ کا باشندہ نہ ہو۔مکہ میں رہنے والے کا اپنے گھر کے دروازے سے حج کے لئے احرام باندھنا بہتر ہے۔اورعمرہ کے لئے احرام باندھنے کا میقات حدودحرم کے باہرہے،بہتر یہ ہے کہ جعرانہ سے ہو پھر تنعیم پھر حدیبیہ(۱)۔مکہ میں نہ رہنے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱) **ذُوالْحُلَیْفَہ:** مدینہ طیبہ سے آنے والے کا میقات ہے۔

۲) **اَلْجُحْفَۃ(رابغ):** شام(Syria) ،مصر(Egypt)اوراہل مغرب Western contries سے آنے والوں کا میقات ہے۔

۳) **قَرْنُ الْمَنَازِل:** نجد(Riyadh)،یمن کے نجد اور حجاز سے آنے والوں کا میقات ہے۔

۴) **یَلَمْلَمْ:** تہامۃ الیمن سے آنے والوں کا میقات ہے۔

۵)**-ذَاتُ عِرْق:** جانب مشرق(عراق وخراسان)سے آنے والوں کا مقیات ہے۔

اگرکسی کے راستے میں میقات نہ ہوتو وہ سب سے قریب والے میقات کے محاذی آئے اوراگر میقات کے محاذی نہ آسکے تو اس کا میقات مکہ معظّمہ سے دومنزل کی دوری پر ہے۔ہم ہندوستانیوں کی میقات کوہِ یلملم کی محاذات ہے۔جو مکہ اور میقات کے

درمیان سکونت پذیر ہے اس کا میقات گھر ہے۔حج وعمرہ کا ارادہ کرنے والے کا احرام باندھے بغیر میقات سے آگے جانا جائز نہیں۔اگرآگے بڑھ گیا تو اسے واپس آکر احرام باندھنا واجب ہے۔اگر واپس نہیں لوٹا تو اس پر دم لازم ہے۔اگر میقات سے تجاوز کرکے احرام باندھ چکا تھا پھر حج یا عمرہ کے کسی نسک میں مشغول ہونے سے پہلے ہی لوٹ آیا تو دم اس سے ساقط ہوجائے گا۔

۱)"جعرانہ" طائف کے راستہ میں مکہ سے چھ فرسخ دور ہے"تنعیم" مکہ سے ایک فرسخ دوراور" حدیبیہ " مکہ سے چھ فرسخ دور ہے۔واضح رہے کہ ایک فرسخ 8,25 کیلومیٹر ہوتا ہے۔

حج کی سنتیں

۱) باہم مشورہ،استخارہ،توبہ اوروصیت کرکے حج کی تیاری کرنا۔

۲) سفر میں سواری کا ہونا اوراس کا مضبوط اور چلنے والا ہونا۔

۳)مکمل آدابِ سفر کی رعایت کرنا،جیسے گھر سے نکلتے وقت دورکعت نماز سفر ادا کرے،اہل خانہ،اقرباء،دوستوں،پڑوسی اوررشتہ داروں سے الوداع کہنا،جمعرات کو صبح سویرے نکلے وغیرہ۔

۴) حج وعمرہ کے متعلق ایک کتاب ساتھ لینا اوراس کا باربار مطالعہ کرنا۔

۵) آمدورفت کے وقت تجارت جیسی چیزوں کو چھوڑنا۔

۶) اپنے شہر سے قربانی کا جانور ساتھ لے جانا اور اسے منیٰ میں ذبح کرنا اور وہ جانور صفت،وقت میں قربانی کے جانور کی طرح ہو اور ذبح کی جگہ میں حج وعمرہ کے تمام

دم کی طرح ہوگا(۱)۔

۷) حج تمتع کا احرام باندھنے والے مالدار کا آٹھویں ذی الحجہ میں فدیہ دینا۔(۲)

۸) احرام، دخول مکہ، وقوف عرفہ، وقوف مشعر حرام اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳) کی سنگساری کے لئے غسل کرنا اگر غسل پر قادر نہ ہو تو اس کے بدلہ میں تیمم کرے۔

حج میں غسلِ سنت اسکے اوقات اور اسکی جگہ:

سبب غسل	وقت	افضل وقت	غسل کی جگہ
احرام	اس سے پہلے	ااس سے تھوڑی دیر قبل	قربِ میقات
دخول مکہ	اس سے پہلے	اس سے تھوڑی دیر قبل	ذوطوی یا اسکے مثل دوری پر
وقوف عرفہ	یوم عرفہ کے فجر سے	بعد زوال	نمرۃ
وقوف مشعر حرام	درمیان شب نحر سے	بعد فجر	مزدلفہ
رمئ ایام تشریق	بعد فجر	بعد زوال	منیٰ

۹) بعد نماز صبح دن کی پہلی گھڑی ننگے پیر چل کر وقوف سے پہلے مکہ میں داخل ہونا۔

۱۰) جب کعبہ شریف پر نظر پڑے تو اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اٹھائے اور پڑھے: **اَللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفاً وَتَکْرِیْمًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا۔ اَللّٰھُمَّ أَنْتَ**

السَّلاَمُ وَمِنْکَ السَّلاَمُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلاَمِ۔ اے اللہ اس گھر کے شرف، عظمت اور نیکی کو زیادہ کر۔ اے اللہ تو سلامتی ہی سلامتی ہے اور سلامتی تیری طرف سے ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو سلامتی عطا فرما۔ پھر جو چاہے دعا کرے۔

۱۱) احرام باندھنے سے پہلے تحلل تک طواف اور سعی کے علاوہ اوقات میں تلبیہ پڑھنا۔ تلبیہ کو تین بار دہرانا پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا پھر جنت کا سوال اور جہنم سے پناہ مانگنا بھی سنت ہے۔ یہ پڑھے۔ **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔ اِنِ الْحَمْدُ وَالنِّعْمَۃُ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ۔** اے اللہ میں حاضر ہوں، تیرا کوئی ساجھی نہیں، میں حاضر ہوں تعریفیں، نعمتیں اور سلطنتیں تجھے ہی زیب دیتی ہے، نہیں ہے کوئی تیرا شریک، میں حاضر ہوں۔ پھر درود ابراہیمی پڑھے اور کہے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَأَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ۔** اے اللہ میں تجھ سے تیری رضا اور جنت کا طلب گار ہوں، میں تیری ناراضگی اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر دین ودنیا جس کے لئے چاہے۔ دعا کرے۔

۱۲) طواف رکن کے اوقات کے علاوہ وقت میں مکہ میں داخل ہونے والے ہر کسی کا طواف القدوم کرنا۔ عمرہ کا احرام باندھ کر یا نصف شبِ نحر کے بعد اور وقوفِ عرفہ کے بعد مکہ میں داخل ہونے والوں کے لئے طواف قدوم سنت نہیں ہے۔

۱۳) شب عرفہ کو میدان منیٰ میں شب باشی کرنا۔

۱۴) عیدالاضحیٰ کے دن کے صبح صادق طلوع ہونے کے بعد صبح روشن ہونے تک

مشعرِ حرام میں ٹھہرنا۔

۱۵) عرفہ کے دن زوال سے پہلے نمرۃ میں ٹھہرنا۔

۱۶) منیٰ سے واپس آتے وقت وادی مُحَصَّبْ میں اترنا۔

۱۷) ہر مناسک حج ادا کرنے کی جگہ اذکار اور دعاء ماثورہ پڑھنا۔

۱۸) قبلہ رخ بیٹھ کر ماءِ زمزم پینا، اس کو اپنے بدن پر ملنا اور واپسی سفر میں جتنا ہو سکے لانا۔

۱۹) مکہ سے نکلتے وقت ثنیۃ کُدٰی سے نکلنا۔

۲۰) نبی اکرم ﷺ کی زیارت کرنا۔ اگر وقت میں گنجائش ہو اور اسباب مہیا ہو تو حج سے پہلے آپ ﷺ کی زیارت بہتر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ حَجَّ فَلَمْ يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی تو گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

۱) تو اسکو حرم میں ذبح کرے حج کرنے والے کے لئے بہتر منیٰ میں ذبح کرنا ہے۔ ۲) مالی وسعت نہ رکھنے والا متمتع عرفہ سے پہلے تین روزہ ممکن ہونے کے لئے تین دن پہلے ہی احرام باندھے۔

اعمالِ حج ترتیبِ مطلوبہ میں درج ذیل ہیں:۔

نمبر	عمل	حکم	وقت
۱	احرام	رکن	پہلے شوال سے یوم نحر کے فجر تک
۲	طواف قدوم	سنت	وقوف عرفہ سے پہلے مکہ میں داخل ہونے کے فوراً بعد
۳	سعی	رکن	طواف قدوم یا طواف افاضہ کے بعد
۴	منی میں شب باشی	سنت	شبِ عرفہ، بہتر یہ ہے کہ آٹھویں کے صبح کے بعد آئے اور یوم عرفہ کے طلوع فجر تک ٹھہرے۔
۵		سنت	یوم عرفہ کے زوال سے پہلے
۶	وقوف عرفہ	رکن	عرفہ کے دن کے زوال کے بعد۔ بہتر یہ ہے کہ شب وروز کے درمیان جمع کر کے ٹھہرے۔
۷	وقوف مزدلفہ	واجب	شب عید کی آدھی رات گزرنے کے بعد
۸	وقوف مشعر حرام	سنت	عید کے فجر صادق طلوع ہونے سے صبح روشن ہونے تک
۹	رمئ جمرہ عقبہ	واجب	شب عید کی آدھی رات گزرنے کے بعد سے آخر ایام تشریق تک، بہتر فجر سے زوال تک ہے۔

۱۰	سر کے بال مونڈانا یا کم کرانا	رکن	شب عید کی آدھی رات گزرنے کے بعد سے آخری سانس باقی رہنے تک۔ یوم النحر کو جمرۂ عقبہ کی سنگسار کے بعداور طواف افاضہ سے پہلے ہونا بہتر ہے۔
۱۱	طواف افاضہ	رکن	شب عید کی آدھی رات گزرنے کے بعد سے تاحیات۔عید ہی کے دن میں جمرۂ عقبہ کی سنگساری اور حلق کے بعد طواف افاضہ کرنا بہتر ہے۔
۱۲	منی میں شب باشی	واجب	ایام تشریق کی راتوں میں آدھی سے زیادہ رات منی میں ٹھہرنا واجب ہے۔
۱۳	تین جمروں میں رمیٔ کرنا	واجب	ایام تشریق کے تینوں دن کے زوال کے بعد سے لے کر ایام تشریق کی آخری گھڑی گزرنے تک ہے ۔ ہر دن غروب آفتاب سے پہلے سنگساری کرنا بہتر ہے۔
۱۴	مُحَصَّب میں اترنا	سنت	منی سے واپسی کے بعد
۱۵	طواف وداع	واجب	اپنے وطن لوٹتے وقت
۱۶	زیارت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	سنت	حج سے پہلے یا بعد

حلق،طواف اورسعی کے لئے کوئی وقتِ آخرنہیں ہے بلکہ تادم مرگ باقی رہتا ہے۔لیکن یوم النحر سے تاخیر کرنا مکروہ ہےاورایام تشریق سے مؤخر کرنا سخت کراہت ہے۔

عمرہ کے ارکان اوراس کے واجبات

ارکان عمرہ پانچ ہیں:

۱)احرام ، ۲) طواف، ۳)سعی، ۴) سر کے بال مونڈوانا، ۵) جملہ ارکان کے درمیان ترتیب۔

واجبات عمرہ:

۱) میقات سے احرام باندھنا، ۲)طواف وداع۔ سال بھرعمرہ کے لئے احرام باندھنے کا وقت ہے۔بکثرت عمرہ کرنا سنت ہے۔ رمضان اورحج کے مہینوں میں یہ سنت مؤکدہ ہے۔اورعمرہ کرناطواف کرنے سے بہتر ہے۔

اس کی کیفیت یہ ہے کہ میقات سے احرام باندھے پھرمکہ میں داخل ہواورطواف رکن کے لئے چکرلگائے پھرصفاومروہ کے درمیان سعی کرے پھربال منڈوائے اس کے بعدعمرہ سے فارغ ہو۔

احرام باندھنا

حج وعمرہ کا پہلا رکن احرام باندھنا ہے۔احرام حج وعمرہ میں داخل ہونے کی نیت

ہے۔اس کے آداب مسنونہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱) ناخن تراش کر،بغل کے بال اکھیڑ کر،موئے زیر ناف نکال کر اور میل دور کر کے صاف ستھرا ہونا ہے۔

۲) غسل کرنا، پھر اپنے بدن پر خوشبو ملنا نہ کہ اپنے کپڑے پر چونکہ وہ مکروہ ہے۔

۳) عورت کا اپنی ہتھیلی کو مہندی سے رنگنا اور اس سے کچھ اپنے چہرہ پر پھیرنا۔

۴) مرد کا نئی سفید ازار، چادر پہننا اور نئے چپل پہننا۔

۵) احرام کی سنت کی نیت کر کے دو رکعت نماز ادا کرنا۔ بیرون حرم مکروہہ اوقات میں یہ دو رکعت نماز ادا کرنا حرام ہے۔

مندرجہ بالا (۱ تا ۵) باتیں احرام سے قبل سنت ہے۔

۶) مکہ والوں کا اپنے گھر کے دروازے سے اور غیر مکہ والوں کا اپنے ابتدائے میقات سے احرام باندھنا۔

۷) اپنے مقصد کی طرف چلنا شروع کرتے وقت قبلہ رو ہو کر احرام باندھنا۔

۸) نیت کو لفظ سے ادا کرنا۔ حج کے احرام میں دل سے وجوباً اور زبان سے استحباباً کہے: نَوَيْتُ الْحَجَّ وأَحْرَمْتُ بِهِ لِلّٰهِ تَعَالٰى۔ ترجمہ: میں نے حج کی نیت کی اور اس کا احرام اللہ کے لئے باندھا۔ اگر کسی کا نائب یعنی قائم مقام ہو تو کہے: نويت الحج عن فلان و أحرمت به عنه لله تعالى۔ ترجمہ: میں نے فلاں شخص کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کے جانب سے اللہ کے واسطے احرام باندھا۔

۹) احرام کے بعد تین مرتبہ آہستہ سے تلبیہ کہنا اور اس میں حج یا عمرہ کا نام لینا۔ حج کے احرام میں اس طرح سے کہے: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ بِالْحَجَّةِ لَبَّيْكَ آخر تک پڑھے۔

۱۰) تلبیہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام پڑھنا پھر جنت مانگنا اور جہنم سے پناہ مانگنا سنت ہے پھر جو چاہے مانگے۔

طواف کے شرائط اور اسکے واجبات

طواف کی چھ قسمیں ہیں:

۱) طواف رکن (طواف افاضہ)۔

۲) طواف قدوم (مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت نماز کے بجائے طواف کرنا)۔

۳) طواف وداع (مکہ سے رخصتی کے وقت طواف کرنا)۔

۴) طواف تحلل (حج و عمرہ سے فارغ ہوتے وقت طواف کرنا)۔

۵) طواف تطوع (باقی اوقات میں کئے جانے والے طواف جب کہ منت نہ مانگی ہو)۔

۶) نذر کا طواف۔

ان میں سے ہر ایک کے لئے شرائط و واجبات ہیں۔

شرائط سات ہیں:

۱) حدث اور نجاست سے پاک ہونا۔

۲) ستر گاہ چھپانا۔

۳) حجر اسود سے آغاز کرنا۔

۴) بوقت ابتداء پورے بائیں، پہلو کا رکن اسود کے مدمقابل ہونا۔

۵) چکر لگاتے وقت خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کا بائیں پہلو ہونا۔

۶) طواف کا مسجد حرام میں ہونا۔

۷) طواف کرتے وقت پورے بدن کا خانہ کعبہ سے بالکل باہر ہونا۔

واجبات تین ہیں:

۱) طواف مستقل ہوتو اس کی نیت کرنا۔

۲) صارف نہ ہو۔

۳) سات چکر یقینی طور پر ہونا۔

طواف کی سنتیں

۱) باب سلام سے مطاف میں داخل ہونا۔

۲) طواف کرنے کے لئے ایسے وقت کو انتخاب کرنا جس وقت طواف کرنے کی جگہ میں لوگوں کی بھیڑ نہ رہتی ہو، جب کہ جلدی طواف کرنے کا حکم نہ ہو۔

۳) حج وعمرہ کے طواف میں نیت کرنا۔

۴) مرد کا اس طواف میں اضطباع(۱) کرنا جس کے بعد سعی آتی ہے۔

۵) کھڑے ہونا، پیدل چلنا، ننگے قدم چلنا جب کہ کوئی عذر نہ ہو۔

۶) آغاز طواف کے وقت حجر اسود کے طرف رخ کرنا۔

۷) ہر طواف کے شروع میں حجر اسود کو چھونا، بوسہ دینا، اس پر پیشانی رکھنا (سنت

مؤکدہ ہے)۔اور طاق عدد شروع کرتے وقت ان سب باتوں کو کرنے میں نہایت اعلی درجہ کی تاکید ہے۔خاص طور سے پہلے اور آخری چکر کے شروع میں ان باتوں کو کرنے کی تاکید ہے۔

۸) اضطباع سنت ہونے والے طواف میں مردوں کے لئے پہلے تین چکر میں رمل کرنا(۲)،اور آخری چار طواف میں سکون سے چلنا۔

۹) مرد کا خانہ کعبہ کے اتنے قریب میں ہونا کہ اس کے اور خانہ کعبہ کے درمیان صرف تین قدم کا فاصلہ ہو۔

۱۰) سکون ووقار سے طواف کرنا، خیر کے سوا کوئی باتیں نہ کرنا۔

۱۱) قدرت کے وقت ہر چکر میں رکن یمانی کو اپنے ہاتھوں سے چھونا پھر ہاتھ کو بوسہ دینا۔عاجز رہنے کی صورت میں اپنے ہاتھ یا کسی چیز سے اشارہ کرنا اور اسکو بوسہ دینا۔

۱۲) پے در پے ہونا۔

۱۳) ہر چکر میں دعا مانگنا۔دعاء ماثورہ قرآن پڑھنے سے بہتر ہے اور قرآن پڑھنا غیر دعاء ماثورہ سے افضل ہے۔

۱۴) دعا کرتے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھانا، اور دعا نہیں کرتے وقت داہنے ہاتھوں کو سینہ کے نیچے رکھنا۔

۱۵) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھنا افضل ہے۔

۱۶) ماءِ زم زم پینا اور اس کو اپنے سر پر بہانا۔

۱۷) ہر فعل (یہاں تک کہ ماءِ زم زم نوش کرنے) کے بعد حجر اسود کو چھونا، بوسہ دینا اور اس پر پیشانی رکھنا۔

پیشاب اور پاخانہ ڈٹ کر آنا اور مزاحمت وغیرہ طواف سے بے توجہ ہوتے وقت طواف کرنا مکروہ ہے۔طواف میں کھانا، پینا، انگلیاں چٹخانا، بلا عذر ترتیب کو چھوڑنا، کمر پر ہاتھ رکھنا، ایک پاؤں پر چلنا اور آسمان کی طرف نظر کرنا مکروہ ہے۔

۱) اضطباع: اپنے چادر کے بیچ کو داہنے مونڈھے کے نیچے کرنا، اور اسکے دونوں طرف کو بائیں مونڈھے کے اوپر کرنا اور داہنے مونڈھے کو کھلا چھوڑ دینا۔ ۲) رمل: دونوں کندھوں کو ہلا کر بغیر دوڑے جلدی چلنا۔

صفا ومروہ کے درمیان سعی

شرائط سعی چھ ہیں:

۱) صفا سے طاق عدد اور مروہ سے جفت عدد میں سعی شروع کرنا۔

۲) صارف نہ ہونا، یعنی دوران سعی کسی اور چیز کا ارادہ نہ ہونا۔جیسے کسی کے مقابلہ میں مسابقت کے لئے دوڑنا۔

۳) صفا ومروہ کے درمیان بطن وادی میں سعی کرنا۔

۴) صفا ومروہ کے درمیان کی پوری مسافت[1] طے کرنا۔

۵) طواف رکن یا طواف قدوم کے بعد سعی کرنا۔

۶) پورے سات مرتبہ سعی کرنا۔ایک مرتبہ صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوگا اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہوگا۔

مسنونات سعی:

(۱) طواف قدوم کے بعد ہونا، (۲) طواف کرنے کی جگہ سے سعی کرنے کی جگہ کی طرف باب الصفا ہوتے ہوئے نکلنا، (۳) سعی کرنے کے لئے ایسے وقت کو انتخاب کرنا جس میں لوگوں کی بھیڑ نہ رہتی ہو، (۴) طواف اور سعی کے درمیان تسلسل ہونا، (۵) ہر سعی کے درمیان تسلسل ہونا، (۶) مرد کا صفا اور مروہ پر ایک آدمی کے قد کے برابر چڑھنا، (۷) صفا اور مروہ پر چڑھنے کے بعد خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا اور (۸) خانۂ کعبہ کا نظارا کرنا، (۹) مرد کا سعی کے درمیان دوڑنا اس کے علاوہ میں چلنا، (دوڑنے اور چلنے کی جگہ معروف ومشہور ہے) اور (۱۰) سعی سے متعلق وارد ذکر اور دعاء ماثورہ پڑھنا۔قرآت قرآن سے افضل مأثور دعا ہے یوں ہی قراتِ قرآن غیر ماثورہ دعا سے افضل ہے۔

۱) صفا ومروہ کے درمیان کی مسافت کی مقدار: آدمی کے ذراع سے ۷۷۷ (777) ذراع ہے۔

وقوف عرفہ

وقت معینہ پر میدان عرفہ میں کم از کم ایک لحظہ ٹھہرنا واجب ہے۔اور میدان عرفہ کے وقوف کے وقت عبادت کرنے کا اہل ہو۔پورا عرفات قیام گاہ ہے۔اس کا وقت یوم عرفہ کے زوال سے لیکر یوم النحر کے صبح صادق تک ہے۔جس نے وقوف عرفہ کو پالیا گویا اس نے حج کو پالیا اور جس نے اسے فوت کیا گویا اس نے حج کو فوت کر دیا۔بے ہوش، نشہ میں

دھت اور مجنون کا وقوف عرفہ بطور فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ وہ نفل میں شمار کیا جائے گا۔

میدان عرفہ میں ٹھہرنے کی سنتیں:

۱) عرفہ کے دن کے طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے روانہ ہونا۔

۲) مقام ضب(۱) کے راستہ سے عرفہ کی طرف چلنا اور وہاں سے مقام مأزمان(۲) کے راستہ سے واپس آنا۔

۳) نمرۃ میں اترنا اور وہاں زوال تک قیام کرنا، اس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام گاہ(۳) کو اختیار کرنا اور وقوف عرفہ کے لئے وہاں غسل کرنا۔

۴) بعد زوال، نمرۃ سے مسجد ابراہیم (جو اب مسجدِ "عُرَنَہ" کے نام سے جانی جاتی ہے) جانا، ادھر ظہر اور عصر پڑھنا اگر مسافر ہے تو قصر اور جمع کرنا۔

۵) نماز کے بعد جلدی عرفہ جانا۔

۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ مرد کا سواری پر ہوتے ہوئے وقوف کرنا اور عورت کا موقف کے کنارے بیٹھنا۔

۷) روزہ نہ رکھتے ہوئے، ستر گاہ کو چھپائے ہوئے، پاک اور قبلہ رو ہو کر اور سورج کی کرن کے سامنے ٹھہرنا۔

۸) کثرت سے تلبیہ، قرات، درود، ذکر، استغفار، گریہ وزاری، خود اور خود کے اہل خانہ، رشتہ دار، دوست واحباب، محسن اور جملہ مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ ذکر میں جو وارد ہوا ہے اس کو پڑھنا افضل ہے: **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شی قدیر۔**

۹) شب وروز کے درمیان جمع کرنا۔ اس لئے عرفہ کے دن کے غروب آفتاب سے پہلے داخل ہو کر غروب آفتاب ہونے کے بعد ہی نکلنا۔

۱۰) جس نے لیل ونہار کے درمیان جمع نہیں کیا اسے دم تمتع دینا۔

۱) ضبّ اس پہاڑ کا نام ہے جس کے اصل میں مسجدِ خیف ہے۔ ۲) مأزِمانُ: عرفہ اور مزدلفہ کے درمیان رہنے والے دو پہاڑ ہیں۔ ۳) عرفہ کی طرف جانے والے کے دائیں جانب میں رہنے والے پہاڑ کے اصل میں رہنے والا چٹان ہے۔

مزدلفہ میں شب باشی

میدان مزدلفہ میں کم از کم ایک لحہ کے لئے حاضری دینا واجب ہے۔ میدان مزدلفہ میں ٹھہرنے کا وقت: شب عید کے دوسرے نصف میں ہے۔

اس کی سنتیں:

۱) غروب آفتاب کے بعد وقار وسکون سے ذکر تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفہ سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہونا اور جب راستہ کشادہ پائے تو تیز چلنا۔

۲) اگر مسافر ہو تو مغرب وعشاء کو جمع تاخیر یعنی دونوں کو عشاء کے وقت میں پڑھنا۔

۳) جمرۃ العقبہ کی سنگساری کے لئے مزدلفہ سے کنکری چننا۔

۴) فجر تک شب باشی کرنا۔

۵) عید اور مشعرِ حرام میں ٹھہرنے کے لئے عید کی آدھی رات گزرنے کے بعد غسل

کرنا۔

۶) شب عید میں نماز، تلاوت، ذکر اور دعا سے شب بیداری کرنا۔

۷)طلوع فجر کے بعد سے لے کر صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک مشعر حرام میں ٹھہرنا۔

۸) ضعیف حضرات کا نیم شب کے بعد منیٰ پہونچنا تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے پہلے ہی جمرہ عقبہ کو کنکری مار سکے۔

نحر کی رات جمرہ عقبہ کی سنگساری کرنا

جمرہ عقبہ کی سنگساری کا وقت عید کی رات کا آدھا حصہ گزرنے کے بعد سے لیکر ایام تشریق کی آخری گھڑی تک ہے۔ اور افضل وقت ::یوم عید کا طلوع آفتاب ہوکر بیس (۲۰) منٹ گزرنے سے لے کر زوال تک ہے۔

اس کے شرائط:

۱) دوسرے کی طرف سے سنگساری کرنے سے پہلے خود کی طرف سے سنگساری کرنا۔

۲) ہاتھ سے سنگساری کرنا۔

۳) سنگساری کا اس طرح ہونا کہ اسے سنگساری کا نام دیا جاسکے(۱)۔

۴) رمی کا پتھر کہا جاسکنے والی چیزوں سے ہونا۔

۵) صارف نہ ہونا یعنی یہ جانچنے کے لئے رمی نہیں کیا جانا کہ اپنا پتھر جمرہ میں پہنچتا ہے یا نہیں۔

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

۶) سنگساری کے وقت جمرۃ کا قصد کرنا اور اس کو یقینی طور پر لگنا لیکن پتھر کا اس میں ٹھہرنا ضروری نہیں ہے(۲)۔

۷) یقینی طور سے سات مرتبہ سنگساری کرنا۔

اس کی سنتیں:

۱) عید الاُضحیٰ کے دن طلوع آفتاب کے بعد سنگساری کے لئے منیٰ میں داخل ہونا۔

۲) رمی جمرہ العقبہ پھر ذبح پھر سر منڈانا پھر طواف ان امور کو اس ترتیب سے ادا کرنا اور سنگساری کو سب سے پہلے کرنا۔

۳)سنگساری کے وقت جمرۃ العقبہ سامنے، مکہ بائیں اور منیٰ کا دائیں طرف رہنا۔

۴) ابتدائے سنگساری کے وقت تلبیہ کو ترک کرنا۔

۵) اگر سوار ہوکر منیٰ آئے تو سوار ہوکر ہی سنگساری کرنا۔

۶) مزدلفہ سے لائے ہوئے پتھر سے سنگساری کرنا۔

مندرجہ بالا چھ سنتیں صرف عید کے دن کی سنگساری کے لئے خاص ہیں۔مندرجہ ذیل سنتیں مشترکہ طور پر عید کے دن اور ایام تشریق کی سنگساری کی ہیں

۷) مسجد یا نجس کی جگہ یا سنگساری کی جگہ سے کنکری نہ اٹھانا۔

۸) کنکری کا پاک، دھلا ہوا، اور دو انگلیوں سے پھینکنے کی مقدار ہونا۔

۹) دائیں ہاتھ سے سنگساری کرنا، دائیں ہاتھ سے استطاعت نہ رکھتے وقت بائیں

ہاتھ سے سنگساری کرنا۔

۱۰) بوقت سنگساری مرد کا اپنے ہاتھ کو اتنا اٹھانا کہ اس کا بغل دیکھائی دے۔

۱۱) ہر سنگساری کے وقت تکبیر کہنا۔

۱۲) ساتوں کنکریاں پھینکتے وقت تسلسل رکھنا۔

۱) سنگساری کرنے کی جگہ پر کنکری رکھنا کافی نہیں۔(۲) "جمرہ" اور "مرمیٰ" کے درمیان یہ فرق ہے کہ جمرہ سنگساری کا ستون ہے اور مرمی سنگساری کرنے کی جگہ میں کنکریاں جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر کسی کا پتھر ستون میں لگے بغیر کنکریاں جمع ہونے کی جگہ پر پڑ گیا تو وہ بھی کافی ہے۔

سر منڈوانا یا بال کتروانا

اس میں کم از کم سر کے تین بال کا منڈوانا یا کتروانا ہے۔ مردوں کو پورے سر کا منڈوانا بہتر ہے اور عورتوں کو انگلی کے پور کی مقدار چوٹی کے سوا پورے سر کے بال کتروانا افضل ہے۔ ہاں مُتَمَتِّع کو عمرہ میں بال کتروانا اور حج میں منڈوانا سنت ہے۔ احرام باندھنے کے بعد آئے ہوئے بال کو مونڈوانا سنت ہے۔ اور اگر مرد کے سر میں بالکل بال نہ ہو تو استرا پھیرنا اور عورت کے سر میں بالکل بال نہ ہو تو قینچی چلانا سنت ہے۔

اسکی سنتیں:

(۱) حدث اور نجاست سے پاک ہونا، (۲) رخ قبلہ کی طرف ہونا، (۳) سر کے آگلے حصہ کے دائیں جانب سے شروع کرنا، (۴) سر منڈوانے سے قبل اور بعد تکبیر کہنا، (۵) سر کے بال دفن کرنا، (۶) حجام کا مسلمان، پاک اور عادل ہونا، (۷) عید کے دن اور مقامِ منیٰ میں حلق کرنا۔

(۸) سر منڈوانے کے بعد مونچھ اور (۹) ٹھڈی کے تھوڑے بال نکالنا، (۱۰) موئے زیر ناف کو دور کرنا، (۱۱) ناخن تراشنا۔ پھر (۱۲) اس کے بعد یہ پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ آتِنِى بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةً وَامْحُ عَنِّى بِهَا سَيِّئَةً وَارْفَعْ لِىْ بِهَا دَرَجَةً وَاغْفِرْلِىْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ ترجمہ: اے اللہ مجھے ہر بال کے بدلے نیکی عطا فرما، اس سے میرے گناہوں کو مٹا دے اور میرا درجہ بلند فرما۔ مجھے، سر منڈنے اور کتروانے والوں اور تمام مسلمانوں کو بخش دے۔

ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں شب باشی کرنا

ایام تشریق کی تمام راتوں میں رات کا آدھے سے زیادہ حصہ میدان منی میں ٹھہرنا واجب ہے۔ اس کا وقت ایام تشریق کی راتوں میں ہے۔ جو منیٰ میں دو رات گزارنے اور دوسرے دن کی سنگساری کے بعد زوال اور غروب کے درمیان میدان منیٰ سے نکلے تو تیسرے رات کی شب باشی اور تیسرے دن کی سنگساری ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن تین راتوں کی شب باشی اور تین دنوں کی سنگساری کرنا بہتر ہے۔

اس کی سنتیں:

۱) عید کے دن کے اعمال کو جلدی کرنا اس کے بعد منیٰ واپس لوٹ کر وہاں ظہر کی نماز ادا کرنا۔

۲) میدان منیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹھہرنے کی جگہ میں ٹھہرنا(۱)۔

٣)۔ مسجد خیف(٢) میں کثرت سے نماز پڑھنا۔

١) وہ امام کے مصلی کے دائیں طرف ہے۔ ٢) وہ جمرہ اولی کے پاس ہے۔

ایام تشریق میں تین جمروں کو کنکریاں مارنا

میدان منیٰ میں جمرۂ اولی پھر جمرۂ وسطیٰ پھر جمرۂ عقبہ اِس طرح تینوں جمرات کو ایام تشریق میں ہر دن سات سات مرتبہ کنکریاں مارنا واجب ہے۔ اگر کوئی ایام تشریق کے دوسرے دن کا سورج غروب ہونے سے پہلے منٰی سے کوچ کرے تو اس سے تیسری رات کی شب باشی اور تیسرے دن کی سنگساری ساقط ہوجائے گی۔ اس کا وقت ہر دن کے زوال سے لے کر تیرہویں ذی الحجہ کی آخری گھڑی تک ہے۔ لیکن ہر دن کے زوال اور غروب کے درمیان سنگساری افضل ہے۔

عید کے دن کی سنگساری کے شرائط کے ساتھ ''ترتیب'' ایام تشریق کی سنگساری کے لئے ایک زائد شرط ہے۔ جس نے عید کے دن یا بعض ایام تشریق میں سنگساری چھوڑ دی تو بقیہ دنوں میں تدارک کرنا جائز ہے۔ (عید کے دن سنگساری چھوڑ دی تو ایام تشریق کے تین دنوں میں سے کسی ایک دن یا ایام تشریق کے پہلے دن کی سنگساری چھوڑ دی تو بقیہ دو دنوں میں سنگساری کرنا جائز ہے) اس وقت موجودہ دن کی سنگساری اور متروکہ سنگساری کے درمیان ترتیب واجب ہے۔ چھٹی ہوئی سنگساری کو زوال سے پہلے اور رات میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

اس کی مخصوص سنتیں:

١) ہر دن سنگساری سے پہلے غسل کرنا۔

٢) جب وقت کشادہ ہو تو نماز ظہر پر سنگساری کو مقدم کرنا۔

٣) پہلے دو دن پیدل آنا اور تیسرے دن سواری میں آنا۔

٤) ہر جمرہ کے پاس قبلہ رو ہونا اور اس کو اپنے بائیں جانب کرنا۔

٥) ہر جمرہ کی سنگساری کی طرح تمام جمرات کے درمیان تسلسل قائم رکھنا۔

٦) جمرہ اولی اور وسطیٰ کے قریب سنگساری کے بعد سورہ بقرہ پڑھنے کی مقدار ذکر و دعا کرتے ہوئے ٹھہرنا۔ جمرہ عقبہ کے پاس دعا کے لئے نہ ٹھہرے۔

٧) آخری سنگساری کے بعد وادی مُحَصَّب میں اترنا، وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھنا اور ایک نیند سونا پھر طواف وداع کے لئے پہنچنا، پھر اسی رات سے اپنے وطن کے لئے روانہ ہونا۔

احرام باندھنے کے بعد حرام ہونے والی چیزوں کا بیان

احرام سے حرام ہونے والی چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔

الف) جو صرف مردوں کے لئے حرام ہیں: بلاعذر سلا ہوا کپڑا پہننا اور سر چھپانا اگرچہ تھوڑا حصہ ہی ہو۔ سلا ہوا کپڑا جیسے قمیص، قباء(١)، پتلون، موزے اور

دستانے۔

سترعورت کے لئے بغیر سلا ہوا کپڑے کی عدم موجودگی یا سردی یا گرمی وغیرہ عذر کے وقت سلا ہوا کپڑا پہن سکتے ہیں۔

ب) جو صرف عورت کے لئے حرام ہے: بلا عذر اپنے چہرہ کا ڈھانپنا اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور ہاتھ میں دستانہ پہننا۔

ت) جو مرد و عورت دونوں کے لئے حرام ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱) ہمبستری کرنا۔ ہمبستری سے حج و عمرہ فاسد ہو جاتے ہیں۔

۲) مشت زنی کرنا اگرچہ اپنی بیوی کے ہاتھ سے ہو۔

۳) مباشرت کرنا، بوسہ بازی کرنا اور شہوت کے ساتھ دیکھنا (حرام ہے)۔

۴) نکاح کرنا۔

۵) بغیر عذر کچھ بال یا ناخن تراشنا۔

۶) اپنے سر یا داڑھی میں تیل لگانا حرام ہے لیکن گنجے سر، امرد کی ٹھڈی، رخسار کے، پیشانی کے اور ناک کے بالوں میں تیل لگا سکتے ہیں۔

۷) بدن یا کپڑوں، یا بستر پر خوشبو لگانا۔

۸) کھائے جانے والے خشکی اور جنگلی پرندہ یا جانور کا شکار کرنا۔ حرم شریف میں احرام کھولے ہوئے شخص پر بھی شکار کرنا حرام ہے۔

۱) ایک قسم کا کوٹ جو آگے سے کھلا رہتا ہے۔ (فیروز اللغات)

برکاتِ شافعی
حصہ سوم

حج و عمرہ کی ادائیگی اور اس سے فراغت

حج و عمرہ ادا کرنے کے چار طریقے ہیں: اِفْرَادُ، تَمَتُّعْ، قِرَانُ، اِطْلَاقْ۔

افراد: اپنے ملک کی میقات سے احرام باندھ کر حج کرے پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد حرم کے باہر آ کر عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرے۔

تمتع: اپنے ملک کی میقات میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر عمرہ کرے پھر مکہ ہی میں احرام باندھ کر حج کرے۔

قران: اپنے ملک کی میقات سے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھے اور صرف مناسک حج ادا کرے۔

اطلاق: حج و عمرہ کی تخصیص کئے بغیر احرام باندھے پھر جس سے چاہے نیت کو بدل دے۔ اور ان میں سے افضل افراد پھر تمتع ہے۔ تعیین کرنا اطلاق سے بہتر ہے۔ مرض وغیرہ عذر کے وقت بدلنے کی شرط لگا کر حج کا احرام باندھنے والے اپنے حج کو عمرہ سے بدل سکتے ہیں۔

حج کے لئے دو تحلل ہیں:

الف) مندرجہ ذیل تین امور میں سے دو امور ادا ہو جائیں تو پہلا تحلل ہو گا۔

۱) رمی جمرۃ العقبہ، ۲) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا، ۳) طواف افاضہ۔

ب) پہلے تحلل کے بعد تینوں میں سے جو باقی ہے اسے ادا کرنے سے دوسرا تحلل ہو گا۔

پہلے تحلل سے نکاح، وطی اور شہوت کے ساتھ مباشرت کے سوا احرام سے حرام ہو جانے والے تمام امور حلال ہو جاتے ہیں۔

اور دوسرے تحلل سے باقی محرمات بھی حلال ہو جاتے ہیں۔

اور دونوں تحلل کے درمیان خوشبو لگانا، سِلا ہوا کپڑا پہننا سنت ہے۔اور دوسرے تحلل کے بعد تیرھویں ذی الحجہ کے دن کے غروب آفتاب تک ہمبستری نہ کرنا سنت ہے۔

فدیہ واجب ہونے کا بیان

احرام باندھنے کے بعد نکاح، جماع، شکار کے علاوہ دیگر احرام سے حرام ہونے والے امور میں سے بال منڈوانا، ناخن تراشنا جیسے اتلاف والے امور کا مرتکب ہو تو اس پر مطلقاً فدیہ واجب ہے۔ اور اگر بطور تمتع ہو جیسے سلا ہوا کپڑا پہننا، خوشبو ملنا اور تیل لگانا تو ان کا ارتکاب اگر جان بوجھ کر قصدا، باختیار ہو تو فدیہ واجب ہے ورنہ نہیں۔

رہا نکاح، وطی اور شکار کا مرتکب۔ان میں نکاح کے مرتکب پر کچھ فدیہ نہیں۔ اور ہمبستری سے حج اور عمرہ کو فاسد کرنے والے شخص پر اس حج کو مکمل کرنا، کفارہ دینا اور فوراً اقضا کرنا واجب ہے۔

بغیر عذر شکار کرنے سے فدیہ واجب ہوتا ہے جب کہ شکار ہلاک ہو چکا ہو خواہ جان بوجھ کر اور قصداً ہو یا نہ ہو۔ اور عذر کے ساتھ شکار کرنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی جانور اس پر حملہ کرنے کے لئے آئے تو وہ شخص اس کا قتل کر دے تو اس پر فدیہ واجب نہیں۔

برکاتِ شافعی حصہ سوم

پے در پے تین بال یا تین ناخن کو زائل کرنے سے مکمل فدیہ دے ایک میں ایک مد طعام، دو میں دو مد طعام بطور فدیہ دے۔ فساد کی تعداد بڑھنے سے کفارے کی تعداد بھی بڑھتی جائیگی اور ارتکاب حرام کی تعداد بڑھنے سے فدیہ کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی جب کہ زمان یا مکان یا قسم بدل جائے۔

جس نے بعض واجبات کو ترک کر دیا اس پر فدیہ لازم ہے۔جس نے میقات کو چھوڑ دیا اور حج وعمرہ کے اعمال شروع کرنے سے پہلے میقات پر نہیں لوٹا یا مزدلفہ میں شب باشی نہ کی یا پورے تشریق کی راتوں میں شب باشی نہ کی، یا بالکل سنگساری چھوڑ دی، یا تین سنگساری ترک کر دیا، یا طواف وداع ترک کر دیا اور مسافت قصر پہنچنے سے پہلے طواف وداع کے لئے واپس نہ ہوا تو ان صورتوں میں ہر ایک کے ترک کرنے پر مکمل ایک فدیہ واجب ہے۔ جو تشریق کی راتوں میں سے ایک رات گزارنا چھوڑ دے تو اس پر ایک مد اور دو رات کے لئے دو مد فدیہ دینا واجب ہے۔ اسی طرح جب ایک بار سنگساری ترک کر دیا تو ایک مد اور دو مرتبہ چھوڑ دیا تو دو مد فدیہ واجب ہے۔

ہر حجِ قران اور تمتع کرنے والوں پر دم واجب ہے جب کہ اس کے اور حرم شریف کے درمیان مسافتِ قصر ہو۔ حج وعمرہ میں سنت مؤکدہ چھوڑنے پر خون بہا دینا مسنون ہے۔ جیسے دو رکعت طواف اور عرفہ میں شب و روز کے درمیان جمع کو ترک کر دینا۔ مُحرِم اور حلال یعنی احرام کو کھولنے والے شخص کو اذخر، دواء، کانٹا اور جانور کے چارہ کے علاوہ حرم شریف کے کسی پودے کا کاٹنا یا اکھاڑنا حرام ہے۔ اگر ایسا کیا

تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ شکار اور پودے کی حرمت کے معاملات میں حرم مدینہ بھی حرمِ مکہ کی مانند ہے۔

نسک میں دمائِ واجبہ

حج وعمرہ کو فاسد کرنے والی ہمبستری (جماع) کا کفارہ ایک اونٹ ہے۔ اگر ایک اونٹ پر استطاعت نہ رکھے تو ایک گائے اگر اس سے بھی عاجز ہے تو سات بکریاں۔ اگر اس سے بھی عاجز ہو تو ایک اونٹ کی قیمت کے برابر قیمت میں ملنے والا کھانا فقراء حرم کو کھلانا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اونٹ کی قمیت سے ملنے والے کھانے کے مدوں کی تعداد کے برابر روزہ رکھنا ہے۔

شکار کے قتل کا فدیہ شکار کے مثل ہے۔ مثلاً شتر مرغ کے قتل کے عوض ایک اونٹ، ہرن میں ایک بکری اور وحشی گدھے میں ایک گائے بطور فدیہ دینا ہے۔ اگر اس شکار کے مثل نہ پائے تو اس کی قیمت دینا۔ ہمبستری اور شکار کرنے کے علاوہ دیگر محرمات کے ارتکاب کا فدیہ قربانی کا جانور ہے۔ یا چھ مسکینوں کو اس طرح تین صاع صدقہ کرے کہ ہر مسکین کو آدھا آدھا صاع ملے یا تین دن روزہ رکھنا ہے۔

حج تمتع، حج قران، فوات اور حج وعمرہ کے واجبات میں سے کسی واجب کو چھوڑنے کا فدیہ قربانی کا جانور ہے۔ اگر اس سے عاجز ہو تو حج کا احرام باندھنے کے بعد تین روزہ اور گھر آکر سات روزہ رکھے اگر اس پر قادر نہ ہو تو ہر دن کے بدلہ میں ایک ایک مد خوراک دے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کے ذمہ واجب باقی رہے گا۔ حرم شریف

کے پودے ضائع کرنے کا فدیہ بڑے درخت میں ایک گائے اور چھوٹے درخت میں ایک بکری ہے۔ بہت چھوٹی چیزوں میں اور تر گھاس میں ضائع شدہ کی قیمت ہے۔

دم کا وقت، اسکی جگہ اور اسکا مصرف

ہر وہ دم جو حج وعمرہ میں واجب یا مستحب ہے۔ اسکا وقت اسکے سبب کے پائے جانے سے ہی ہے۔ وہ کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں البتہ ایام قربانی میں اس کا خون بہانا سنت ہے جب کہ ہمبستری کا کفارہ جیسے سبب سے گناہ گار نہ ہو۔ اگر اس سبب سے گناہ گار ہو تو خون بہانے میں جلدی کرنا واجب ہے۔

دم تمتع حج کا احرام باندھنے سے ہی واجب ہوتا ہے لیکن عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھنے سے پہلے دینا جائز ہے۔ فوت شدہ حج کا دم اس حج کی قضا کے لئے احرام باندھنے کے بعد ہی واجب ہوتا ہے۔ لیکن حج کا احرام باندھنے کا وقت داخل ہونے کے بعد احرام سے پہلے دم دینا جائز ہے۔

تمام دموں کی قربان گاہ حرم شریف ہے۔ حاجیوں کے لئے منیٰ میں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے مروہ میں ذبح کرنا بہتر ہے۔ اس دم کا اور اس کے بدلہ کا مصرف حرم میں رہنے والے غرباء و مساکین ہیں۔ حرم کے باشندہ ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ جب کہ کسی غیر اہلیان حرم کو سخت ضرورت درپیش نہ ہو۔ اگر حرم شریف میں مساکین نہ ہوں تو ان کو پانے تک انتظار کرے۔ دوسری جگہ اس کو بھیجنا جائز نہیں۔

حج وعمرہ سے روکے گئے شخص کے دم کا ذبح اور اس کی تقسیم وجوبی طور سے وہیں کرے جہاں اس کو حج وعمرہ سے روک دیا گیا ہے۔تقسیم یا ذبح یا علاحدگی کے وقت نیت کرنا واجب ہے۔

محصر اور حج فوت ہونے کا بیان

اگر کسی کو دشمن کے روکنے یا ظالم کے قید کی وجہ سے حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرنے میں رکاوٹ آگئی ہو تو اسے احرام کھولنا جائز ہے۔اور اگر آقا یا باپ یا شوہر کی جانب سے ارکان حج وعمرہ کی تکمیل میں رکاوٹ ہو تو احرام کھولنا واجب ہے جب کہ ان کی اجازت کے بغیر احرام باندھا ہو۔لیکن سنت حج میں ہی باپ بیٹے کا احرام کھلوا سکتا ہے۔لیکن سوائے مندوب کے باپ کے لئے بیٹے کو احرام سے فارغ کرنا جائز نہیں اور بیٹے کے لئے احرام سے فارغ ہونا بھی جائز نہیں۔اور حج وعمرہ سے جہاں رکاوٹ آئی ہو وہیں احرام کھولنے کی نیت سے قربانی کے جانور(بکری، اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ ایک بکری کے مانند ہے۔) کو ذبح کرے پھر احرام کھولنے کی نیت سے سر کے بال مونڈوائے۔

اگر قربانی کا جانور نہ ملے تو اس جانور کی قیمت سے جتنے مد ملے اسے غریبوں کو کھلائے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک بکری کی قیمت سے ملنے والے مدوں کی تعداد روزہ رکھے۔

مرض جیسے عذر سے احرام کھولنے کی شرط لگا کر احرام باندھنے والوں کا عذر کی

برکاتِ شافعی حصہ سوم

وجہ سے احرام کھولنا جائز ہے۔اور اس میں احرام کھولنے کی نیت کے ساتھ صرف سر کے بال مونڈوانے سے احرام کھل جاتا ہے۔مرض جیسے عذر میں احرام کھولنے کی شرط کے ساتھ احرام باندھنے والے کے عذر کے سبب یا حج وعمرہ کے ارکان ادا کرنے کی رکاوٹ کے سبب مسنون حج وعمرہ کا احرام کھولنے پر آئندہ سالوں میں قضا واجب نہیں ہوگی۔ہاں اگر مفروض حج وعمرہ فرض ہو دیکھا جائے گا کہ فرض مستقر(۱) تھا یا فرض غیر مستقر(۲) تھا۔اگر فرض مستقر تھا تو آئندہ سالوں میں فورا قضا واجب ہے۔اور اگر غیر مستقر تھا تو آئندہ سال میں اس کی استطاعت کا اعتبار کیا جائے گا۔اگر مستطیع ہو تو حج کرے ورنہ نہیں۔

جس کا وقوف عرفہ فوت ہو گیا اس کا حج فوت ہو گیا،جس کا حج فوت ہو گیا اس پر اعمال عمرہ کر کے احرام کھولنا واجب ہو گیا اور ساتھ ہی قربانی کے جانور کا ذبح کرنا اور آئندہ سال فورا قضا کرنا واجب ہے خواہ وہ حج نفل ہو کہ فرض۔ اور حج فوت ہونے سے دیا جانے والا دم تمتع کی طرح ہے یعنی قضاء کے لئے احرام باندھنے کے بعد دم دے۔

طواف وداع

اپنے وطن لوٹنے کے ارادہ یا کم از کم ۱۳۲ کیلومیٹر کے فاصلہ کا سفر کرنے کے ارادہ سے مکہ سے نکلنے والے پر طواف الوداع واجب ہے۔اگر چہ مکہ کے باشندہ ہو یا دوسرے گاؤں کے،حج وعمرہ کرنے والا ہو یا غیر۔اگر کوئی مکہ سے کسی ضرورت

کے لئے نکلا وہیں سے اس کو سفر کی حاجت پڑ گئی تو اس پر طواف وداع واجب نہیں۔

حج وعمرہ کرنے والے کا طواف الوداع حج وعمرہ سے فارغ ہونے سے پہلے معتبر نہیں۔ اور طواف وداع کے بعد ضروریات سفر کے علاوہ دوسری ضرورت کیلئے مکہ میں نہ ٹھہرے۔ ہاں اگر ضروریات سفر کے علاوہ دوسری حاجت کے لئے مکہ میں ٹھہرے تو طواف وداع کو دہرانا واجب ہے گرچہ طواف وداع کے بعد مکہ میں ٹھہرنا بھول کر ہو یا نادانی میں ہو۔

البتہ حیض ونفاس والی عورتیں طواف وداع کئے بغیر مکہ سے نکل سکتی ہیں۔

اگر کسی پر طواف وداع واجب ہو گیا اور مسافت قصر یا اپنے وطن تک پہنچنے سے پہلے طواف الوداع ادا کرنے کے لئے نہیں لوٹا تو اس کے بدلہ میں خون بہانا واجب ہو گیا۔ ہاں اگر وطن یا مسافت قصر تک پہنچنے سے پہلے ہی لوٹ کر مکہ آیا اور طواف وداع کر لیا تو اس کے ذمہ سے دم (خون دینا) ساقط ہو گیا۔

طواف وداع کے بعد ملتزم (جو خانہ کعبہ کے دروازہ اور رحجر الاسود کے بیچ میں ہے) سے آنا سنت ہے۔ بدن کو ملتزم سے ملاتے ہوئے پسندیدہ دعاء مانگے۔ اس وقت ماثور دعائیں کرنا دوسرے دعاؤں سے افضل ہے۔ پھر زمزم کے پانی پیئے پھر سنگ اسود کے پاس آئے اور پہلے کی طرح بوس وکنار کرے پھر مغموم صورت بنا کر باب الوداع سے نکلے اگر وہاں سے نہ نکل سکے تو باب عمرہ سے نکلے۔